رجسٹرڈ ایل نمبر ل ۸۲

فاللہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین

الحافظ

فرقہ حقہ شیعہ کا مذہبی اور علمی ماہوار رسالہ

زیر حمایت و سرپرستی

شمس العلماء سرکار سید حجۃ الاسلام والمسلمین مجتہد العصر مدظلہ

مدیر

خاکسار ایم۔ ایم عبداللہ

جھوٹے اور اشتہاری دہوکا بازوں پر لعنت

کشمیری لذت النسا بہار عیش باتصویر
جس میں مرد عورتوں کی ۱۸ تصویریں مرد و عورت
رضامند رہنا خانہ آبادی کے ذرائع اور عملیات غرضیکہ
سیکڑوں باتیں جن کے بیان سے حیا مانع۔ ۲۹۹
صفحات قیمت ۳ؔ

خفیہ کوک شاستر کیا اب بھی آپکی حسرت باقی
رہے گی۔ بس اگر دل کی حسرتیں نکالنا ہے۔ تو خفیہ
کوک شاستر باتصویر منگائیے۔ قیمت ۱۲ؔ

سرمہ محبت۔ ایک بزرگ کا عطیہ جس کی ایک سلائی
آنکھ میں لگا کر سامنے جانے سے تسخیر خلائق ہوگی۔
سنگدل انسان بھی مطیع ہو جائیگا۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا
ہدیہ صرف ۱۲ؔ

عطر محبت۔ شاہ شرف الدین درویش کا عطیہ
جس کو کپڑے میں لگا کر جانے سے سنگدل مطلوب مطیع
ہوگا اور تمام عمر غلام رہے گا۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا
ہدیہ ۱۲ؔ

انسان سب کی نظروں سے پوشیدہ
وہ سب کو دیکھے۔ لطف یہ کہ اُسے کوئی نہ دیکھے
اعجاز زاہدی کا خاص عمل جن میں اور ہزارہا علوی سفلی
محبت و عداوت زبان بندی کے عملیات کیمیا ہمزاد
جن پری کو مطیع کرنا وغیرہ۔ ۲۴۴ صفحات تیز تلوار
کا وار خالی جائے مگر اس کا کوئی عمل خالی نہ جائیگا
قیمت ۳ؔ

تعویذ محبت۔ ایک بزرگ کا عطیہ جس کے صرف
باندھنے اور پڑھنے منٹ روزانہ عمل سے مطلوب سیکڑوں
منزل سے آملتا ہے۔ ہدیہ ۱۲ؔ

مفتاح الغیب باتصویر۔ غیب کی بات بتانیوالی
دل کی مراد بر لانے والی نادر کتاب۔ قیمت ۲ر

تعویذ حب۔ اپنے مطلوب کو مطیع کر کے دوسرے دل
فائدہ پہنچائے۔ ہدیہ ۸ر

دعاء مفید المحبت معہ موہنی منتر۔ دعا سے
۲۱ یوم اور موہنی منتر سے ۳ روز میں مطلوب مل جاتا
ہے۔ ہدیہ ۱۲ؔ

۲۵ منٹ میں ہمزاد۔ اسم اعظم کی سلیمانی انگوٹھی
جس پر اسم اعظم کندہ ہے۔ پرچہ ترکیب کے موافق
منٹ میں ہمزاد دیکھ لیجئے پھر رفتہ رفتہ عمل کرنے پر
آپکا غلام ہو جائیگا۔ اگر ہاتھ میں رکھیں تو آسمانی بلا
محفوظ رہوگے۔ تجارت میں ترقی نوکری میں برکت
دشمن مقہور ہونگے۔ ہدیہ ۱۲ؔ

طلسم حیرت۔ ایک عجیب غریب فسانہ منظوم جسکا
پڑھنے پڑھوانے کو دل چاہتا ہے۔ قیمت ۴ر

پیر خورد سال باتصویر۔ عجیب ہنسانے والا ملو
قیمت صرف ۴ر

قواعد و ضوابط۔ میں حلفیہ لکھتا ہوں جو تعویذ وغیرہ اس
اشتہار میں درج ہیں وہ اس قدر مؤثر ہیں جیسے میں
لکھے۔ اگر آپکی غلطی سے مؤثر نہ ہوں۔ یا کسی کام کو حکم

* خدانخواستہ اس حالت میں نہ میں قابل ملامت ہونگا اور نہ قیمت واپس کی جائیگی۔ غرضکہ کوئی کتاب یا دوا یا تعویذ
واپس نہ لیجائیگی البتہ اگر غلطی سے کام ہوگا تو اطمینان کر دیا جائے گا۔

المشتہر۔ بہار عیش اینڈ کو نانوتہ ضلع سہارنپور

قیمت سالانہ عہ/ ۸

الحافظ

قیمت فی پرچہ چار آنے

جلد چہارم | بابت ماہ جولائی ۱۹۲۸ء مطابق محرم الحرام ۱۳۴۷ھ | نمبر ۷

باب الفتاوی

سوال۔ زید نے اپنی دختر نابالغہ کا عقد فضولی بکر کے ساتھ پڑھوا دیا۔ بالغہ ہونے پر اس لڑکی نے اس عقد فضولی کو نامنظور کیا۔ ایسی صورت میں کیا وہ عقد فسخ ہوا یا نہیں۔ اگر فسخ ہوگیا۔ تو اب اس کو طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب۔ اگر بالغہ رشیدہ ہونے پر اس نے انکار کر دیا ہے۔ تو نکاح فسخ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ وہو العالم

سوال۔ کیا مرد اور عورت اپنا عقد نکاح دائمی خود بلا وکیل مقرر کرنیکے اگر پڑھنا چاہیں۔ تو درست ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب۔ نکاح پڑھنے کے لئے وکیل کرنا ضروری نہیں ہے۔ طرفین اگر شرائط ضروریہ نکاح سے واقف ہوں تو اپنا نکاح خود پڑھ سکتے ہیں۔ وہو العالم

سوال۔ تحفۃ العوام وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ جس کے ذمہ بہت قضائی نمازیں ہوں۔ تو وہ چار رکعت اس طریقہ پر پڑھے تو اس کی قضاء نمازیں سب ادا ہو جائیں گی۔ کیا حضور کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ بینوا و توجروا

الجواب۔ اس طرح چار رکعت نماز پڑھ لینے سے قضائی نمازوں کی ادائیگی سے شرعاً برائت ذمہ حاصل نہیں ہوتی۔ اور نماز کا یہ طریقہ جو منقول ہے صحیح اور قابل اعتماد نہیں ہے۔

سوال۔ ذبیحہ عورت مسلمہ کے ہاتھ کا حلال ہے یا حرام خصوصاً جب کہ مرد مسلم کے موجود ہوتے عورت نے ذبح کیا ہو۔

الجواب۔ مرد مسلم کے موجود ہوتے عورت مسلمہ کا حیوان کو ذبح کرنا ہر چند مکروہ ہے۔ لیکن ذبیحہ ہر حالت میں حلال ہے۔

سوال۔ کفار سے رشوت لینا یا کافر کی کسی چیز کو چرا لینا جائز ہے یا حرام ہے۔

الجواب۔ رشوت لینا۔ یا کسی چیز کو چرانا خواہ مسلمان سے ہو یا کافر سے فعل حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اور سارق مشغول الذمہ ہے۔

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرۃ:۔ علی الحائری

شذرات

عَظَّمَ اللّٰہُ اُجُورَنَا وَاُجُورَکُم بِمُصَابِنَا عَلَی الحُسَینِ المَظلُومِ عَلَیہِ السَّلَام

سنہ ۱۳۴۷ھ کا ہلال نمودار ہوا اور سب امام باڑوں اور عزاخانوں میں صفوف ماتم بچھا دی گئیں اور سلسلہ عزا اور ماتم جگہ جگہ قائم ہوا۔

دار الشریعہ لاہور میں قدیم سے بوقت صبح ٹھیک ۸ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک روزانہ مجلس ہوا کرتی ہے۔ جس میں چیدہ ذاکرین اور واعظین کے علاوہ آخری دو تین مجلسیں خود حضور قبلہ وکعبہ حجۃ الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء سرکار شریعت مدار علامہ حائری صاحب مجتہد العصر دام ظلہ العالی بھی پڑھا کرتے ہیں۔ ان آخری مجالس میں اس قدر ہجوم تھا۔ کہ دار الشریعہ اور اس کے ساتھ ملحقہ شیعہ جامع مسجد میں تل ڈالنے کو جگہ باقی نہ تھی اور قبلہ وکعبہ دامت برکاتہم کے بیان مصائب پر میدان کربلائے معلیٰ اور روز عاشورہ کا مکمل نقشہ بندھ گیا تھا اور در و دیوار سے گویا واحسینا وا مظلوما کی صدائیں عرش تک گونج رہی تھیں۔ ۷-۸-۹ محرم الحرام کے تینوں موعظے یادگار رہے ہیں۔ یا لیتنا کنا معک یا اباعبداللہ۔

مہندی کا جلوس ۷ محرم الحرام کو مہندیوں کے جلوس حسب معمول نکالے گئے۔ چھ عزاخانوں سے ذوالجناح سنین ماضیہ کی طرح نکلے۔ اور مقررہ راستوں سے گذرتے ہوئے تمام عزاخانوں میں پھرائے گئے اور اوقات مقررہ پر وداع کئے گئے۔ ہر ذوالجناح کے ساتھ سینہ زنوں کی متعدد ٹولیاں تھیں۔

ذوالجناح عاشورہ ۱۰ محرم الحرام کو حسب معمول عالی جناب خان بہادر نواب محمد علی خان صاحب سی۔ ایس۔ آئی رئیس اعظم پنجاب۔ لاہور کے زیر اہتمام ذوالجناح نکالا گیا۔ جو سنین ماضیہ کی نسبت بہت زیادہ ساز و سامان سے سجایا گیا تھا۔ طلائی زیورات بہت زیادہ تھے۔ ہجوم بے انتہا تھا۔ ۷ بجے شام کو ذوالجناح کربلائے گامے شاہ میں وداع کیا گیا۔

حسن انتظام لاہور کے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب کپتان پولیس بہادر لاہور نے مواقع مذکورہ پر انتظام بہت مضبوط اور اعلےٰ پیمانہ پر کیا ہوا تھا۔ ہر دلعزیز مرزا محمد صادق صاحب انسپکٹر پولیس کوتوالی لاہور کی جد وجہد بھی قابل تعریف تھی۔ ہم شکر گذار ہیں کہ مدوحین کے حسن انتظام سے لاہور میں عاشورا کا جلوس بالکل امن و امان سے گذر گیا اور کسی قسم کی کوئی شکایت سننے میں نہیں آئی۔

حسینی سبیلیں

یوں تو تمام شہر میں جگہ جگہ سبیلیں لگی ہوئی تھیں۔ مگر حسب مقررہ راستہ سے ذوالجناح عاشورا کا گذرتھا۔ مسلسل کربلا تک شیعہ۔ سُنی اور اہل ہنود کی طرف سے مسلمانوں کے زیر اہتمام بکثرت سبیلیں لگی ہوئی تھیں اور شربت۔ دودھ۔ لیمن۔ برف چاہ۔ بسکٹ وغیرہ بفور مہیا کیا گیا تھا۔ جہاں ماتم داران کیلئے تواضع کے ساتھ پیش کیا جاتا۔ اور ہر طرح سے ان کو آرام پہنچایا جاتا۔

موت العالِم موت العالَم

یہ خبر بڑے رنج والم سے سنی جائے گی کہ پنجاب کی مجالس کی زیب وزینت یعنی صدر الواعظین۔ افتخار المتکلمین رئیس المناظرین جناب مولانا مولوی السید محسن علی شاہ صاحب قبلہ سبزواری نے ۴ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۲۸ء روز شنبہ کو دار الشریعہ لاہور میں مجلس عزا پڑھنا شروع کی۔ ابھی تمہید بھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ جناب مولانا ممدوح کو درد صدر نمودار ہوا۔ چاہا کہ مختصر مصائب پر مجلس کو ختم کردیں مگر افسوس کہ شدت درد کی وجہ سے وہ اس پر بھی قادر نہ ہوسکے اور مجبوراً ممبر سے اتر آئے۔ تقریباً ایک گھنٹہ ضعف میں پڑے رہے۔ حکیم اور ڈاکٹر صاحبان بلائے گئے۔ دوا پلائی گئی۔ افاقہ ہونے پر مکان پر ان کو پہنچا دیا گیا۔ جہاں ان کو دوبارہ دورہ ہوا۔ اور تکلیف بڑھتی گئی۔ یہاں تک ۵ محرم الحرام شب کو ۲ بجے کے قریب آپ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات حسرت آیات سے خاص و عام سب متالم ہوئے ۶ محرم الحرام ۱۰ بجے دن کے جنازہ بڑے تزک واحتشام کے ساتھ اٹھا۔ سیاہ علمیں جنازہ کے ہمراہ تھیں۔ امیر وغریب صغیر وکبیر برنا و پیر نوحہ خوان و گریہ کناں ہمراہ جنازہ موجود تھے۔ کربلا گامے شاہ میں جناب قبلہ وکعبہ حجۃ الاسلام شمس العلماء سرکار علامہ حائری دام برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور فراغت نماز کے بعد قبلہ وکعبہ نے مرحوم ومغفور کی چالیس سالہ دینی ومذہبی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اس وقت اس ہجوم عام میں گریہ وبکاء سے کہرام مچ گیا۔ پھر قبلہ وکعبہ نے بحالت رقت ہذا فراق بینی وبینک کہتے ہوئے مرحوم کو سپرد خاک کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد وہیں کربلائے گامے شاہ میں مرحوم کو دفن کیا گیا۔ اللھم اغفر لہ واحشرہ مع النبی الامی الامین وآلہ الطاہرین۔

ایک حد تک یہ امر تسلی بخش ہے کہ مرحوم کے فرزند دلبند مولوی سید الطاف علی شاہ صاحب برق سلمہ ربہ بحمد للہ اپنے والد بزرگوار کی جانشینی کے ہر طرح اہل ہیں۔ امید ہے۔ کہ آپ والد مرحوم کے قدم بقدم چل کر قوم کے لئے نعم البدل ثابت ہونے کی کوشش کریں گے۔ ہمیں

مولانائے مرحوم کے تینوں صاحبزادگان سے اس سانحۂ کبریٰ ومصیبت عظمیٰ میں دلی ہمدردی ہے جملہ ناظرین الحافظ سے گذارش ہے۔ کہ وہ مولانائے مرحوم ومغفور کے لئے سورۂ فاتحہ تلاوت فرمائیں ۔

مدیر:- الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

اور چار نفر شیعہ ہو گئے

(زندہ باد علامہ حائری)

بخدمت اقدس جناب معلی الالقاب شیخ صاحب دام الطافہٗ!

سلام علیکم۔ مزاج شریف۔ بعد اداب وتسلیمات عرض گذار ہوں۔ کہ اس جگہ نئے مومنین جنہوں نے عالی جناب شمس العلماء آقائے نامدار جناب سید علی الحائری مدظلہ العالی کی مجھ خاکسار سے تصویر مبارک دیکھی۔ اور نیز کچھ کتب جناب صاحب ممدوح کی مجھ خاکسار سے دیکھی ہیں۔ اور مذہب حقہ شیعہ قبول کر لیا ہے۔ ان کیلئے چار نسخہ نماز کی ازحد ضرورت ہے۔ براہ نوازش بواپسی بذریعہ وی۔ پی کمترین کے نام ارسال فرما دیں۔ کہ مومنین کو تقسیم کروں۔ تاکیداً عرض ہے۔ نیز رسالہ الحافظ میں ان ہر چہار کے نام کا اعلان فرمایا جاوے ۔

فہرست ہر چہار مومنین

(۱) سید رسول شاہ ولد محمد شاہ نمبردار ٹھٹھ نور شاہ۔ (۲) حیات ولد زیادہ حجام ٹھٹھ نور شاہ (۳) امام الدین ولد فضل الدین کشمیری ٹھٹھ نور شاہ۔ (۴) رحمت علی ولد میراں بخش فقیر ساکن کوٹ سرور۔ ہر چہار کا مسکن تحصیل حافظ آباد میں ہے۔ نمبر ۴ مجھ خاکسار کا ملازم ہے۔ جو صرف سرکار علاّ کی تصویر دیکھ کر مومن ہو گیا ہے۔ والسلام

(خاکسار کا پتہ:- محمد علی ہیڈ کانسٹیبل تھانہ سکھیکے ضلع گجرانوالہ)

خلیفۃ اللہ وخلیفۃ الناس

نمبر ۴

(بسلسلہ گذشتہ)

غرض وصی اوّل کی وصایت وخلافت کا اعلان بحکم خدا اس اہتمام سے ہو چکا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے ۱۱۔ اوصیاء ہوئے ہیں جو قدم بہ قدم حکم خدا اور رسول پر چلتے نظر آتے ہیں

زمانہ میں۔ عصمت میں فرد علم میں یکتا ہیں۔ وارث جمیع علوم انبیاء۔ مالک متروکات اوصیا ہیں۔ انہیں کی ذات والاصفات کے لئے زبان رسالت سے نکلا ہے۔ اولنا محمد و آخرنا محمد و اوسطنا محمد و کلنا محمد۔

ان ذوات قدسی صفات کو بحر و بر۔ ارض و سماء شجر و حجر۔ انس و جان۔ ظاہر و باطن پوشیدہ و غائب۔ عرش و فرش۔ لوح و قلم وغیرہم سب کا علم تھا۔ کوئی شے ان کے احاطۂ علم سے باہر نہیں ہے۔ وحش و طیور۔ درندہ و چرندہ۔ حیوانِ مطلق و ناطق۔ غرض مخلوقات بحری و بری سب کی زبانوں کو جانتے تھے۔ سب کی باتوں کو سمجھتے تھے۔ کوئی داد خواہ ہوتا تھا تو داد رسی کرتے تھے۔ فریاد کرتا تھا تو فریاد رس ہوتے تھے۔ ان کی حکومت تمام مخلوقات پر تھی۔ ہر حرام و حلال کو جانتے تھے۔ محافظ شریعت تھے۔ احکام الٰہیہ کے بہترین سمجھنے والے۔ بہترین تعلیم دینے والے۔ بہترین عمل کرنے والے تھے۔ قرآن ان کے ساتھ ہے۔ یہ قرآن کے ساتھ ہیں ان کے درمیان کسی امر میں۔ کسی مسئلہ میں۔ کسی معاملہ میں اختلاف ہی نہیں ہے۔ یہی عترت اہلبیت رسول ہیں ان کا تارک گمراہ اور خارج از دین ہے (تحفہ اثناعشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) ان کی دوستی پر مرنے والا شہید اور کامل ایمان پر مرتا ہے۔ (زمخشری تفسیر کشاف۔ درمنثور)۔ دوسرے خلفاء (خلیفۃ الناس) کو دیکھئے۔ ان کی خصلتیں نرالی۔ حرکات عجیب۔ سکنات غریب۔ افعال شنیع۔ کردار سفیہ ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ "ہر فرعونے را موسیٰ" لیکن یہ بھی ابتداء سے ہوتا آیا ہے کہ ہر موسیٰ وقت کے مقابل ایک فرعون زمانہ نظر آتا ہے۔ وہ باب کو کھولتا ہے تو یہ سد باب پر مستعد رہتا ہے۔ وہ لوگوں کو راہ ہدایت دکھلاتا ہے تو یہ گمراہ کرتا ہے۔

بہرحال عہد رسولؐ میں بعض بڑے بڑے فرعون صفت۔ نمرود سیرت۔ ابلیس خصلت۔ شداد طینت تھے۔ جن کی نظروں میں نہ کچھ رسولؐ کی وقعت نہ قرآن کی عظمت تھی۔ نہ خدا کا ڈر تھا۔ آقائے دوجہان جب تک زندہ تھا۔ تب تک تو سر نہ اٹھا سکتے تھے۔ اگر جرأت بیجا کی بھی تو فوراً سرکوبی کی گئی۔ لیکن اِدھر مولائے کونین بستر علالت پر آیا اُدھر بانی ظلم نے کل کے پیشوا کی مخالفت پر کمریں مضبوط کس کر بنیاد مظالم کی اینٹیں جمائیں۔ اِدھر آفتاب نبوت غروب ہوا۔ ادھر سقیفہ بنی ساعدہ میں امام سازوں نے پہلی انجمن کی بنیاد قائم کی۔ ارکین انجمن نے ابوبکر کے خلافت پر ریزولیوشن بدوں ووٹ حاضرین محض معدودے چند ممبران کی رائے پر پاس کر دیا۔ یہ عمر کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ کہ ابوبکر خلیفہ قرار پائے۔ امت رسول میں یہ خلیفہ کہے جانے لگے۔ ہر فرد کو اختیار کہنے کا تھا۔ کہنے والے تو نمرود و فرعون کو خدا کہتے تھے۔ خلیفہ کے کہنے میں کیا قباحت تھی۔ کیا ان کے کہنے سے خدائی کا قائل زمانہ ہو گیا تھا یا ابراہیم خلیل اللہ و موسیٰ کلیم اللہ کی نبوتیں نہیں رہ گئیں۔ پس قول رسول کہ "ہمارے

خلفاء ۱۲ ہماری ذریت طاہرہ سے ہوں گے" کی بنار پر امام سازوں نے ۱۲ خلفاء رکب بنائے۔ بہتیروں نے اس سے بھی زیادہ بنائے لیکن میرا خیال ہے۔ کہ ابوبکر سے لے کر آخر خلیفۃ المسلمین[۱] (حاکم شام) تک سب خلفاء اسلام کے ایک بڑے فرقے کے نزدیک امیر المومنین ہیں اور واجب الطاعت۔ قابل تعظیم و تکریم ہیں۔ یہ خلافت و امامت تین اصولوں پر مبنی کی گئی۔ اول اجماع اہل حل و عقد (۲) نص خلیفہ سابق (۳) یہ شوکت غلبہ انہیں اصول پر پابندی کرتے ہوئے خلافت کی ترتیب یوں قرار پائی ہے

ابوبکر[۱]۔ عمر[۲]۔ عثمان[۳]۔ علی[۴]۔ معویہ[۵]۔ یزید[۶]۔ عبد الملک[۷]۔ سلطان[۸] ابن عبد الملک۔ یزید[۹] ابن عبد الملک ہشام[۱۰] ابن عبد الملک۔ ولید[۱۱] ابن عبد الملک بارہویں نمبر پر پہنچ کر حالت مشتبہ ہو جاتی ہے۔ ملا سبزواری نے یوں ترتیب دی ہے۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ۔ حسن۔ عبد اللہ ابن زبیر۔ عمر ابن عبد العزیز اور پانچ خلفاء بنی عباسیہ و بنی امیہ کے تعداد یکجا شمار کی جاتی ہے تو بارہ سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان خلفاء کے اعمال اور ان کی تعلیم کس نوع کی تھی۔ میں ان کی لائف پر کسی قدر روشنی اختصار کے ساتھ ڈالنا چاہتا ہوں۔ گو فہرست بالا میں علی مقدم نہیں کئے گئے ہیں۔ لیکن میں مؤخر نہیں کرتا۔ بلکہ علیؑ کو ان سے نسبت دینا ہی نامناسب سمجھتا ہوں ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بشر سے علیؑ کی مدح ناممکن ہے۔ اتنا ہی کافی ہے کہ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔ اب سلسلہ خلافت کو لیجیئے۔ پہلے ابوبکر ابن ابی قحافہ ہیں۔ ابتدائی حالت تاریکی میں ہے۔ جیسا کہ اکثر مؤرخین نے لکھا ہے۔ باپ چڑی ماری کا پیشہ کرتا تھا۔ بعدہ عبد اللہ بن جدعان کے دسترخوان کے پسماندہ سے بسر اوقات کرتا۔ خیاطی بھی کی اور بزازی بھی کی حصول خلافت کے بعد بھی پارچہ کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری رہا۔ تا اینکہ عمر و عبد اللہ نے ٹوکا (روضۃ الاحباب) ۴۴ برس تک حالت کفر و شرک میں رہے۔ بعد کو ۳۹ برس کی عمر کے ایک شخص سے سن کر حضرت پر بعد طلب دلیل و حجت اسلام لائے۔ باپ حالت کفر میں عہد رسولؐ میں مرا۔ زوجہ کی بھی یہی حالت تھی۔ ماں بت پرست تھی جیسا کہ علامہ عینی لکھتا ہے کہ وہ (بتوں کے سامنے) التجا کرتی کہ اے رب عبد[۲] الکعبہ اس کی آرزو کو پورا کر کیونکہ وہ صخر کے مشابہ ہے جو اس کا نانا تھا۔ غرض صحابہ کرام میں شمار ہونے لگے۔ طبیعت بھی تجسس کی طرف مائل تھی۔ گھر کے بھید کے لئے اپنی دختر نیک اختر کو رسولؐ کو بیاہ دی۔ اور اپنے رفیق قدیم کی بھی لڑکی زوجیت رسول میں دلوا دی۔ قرابت نسبی بھی رسولؐ سے پیدا کر لی۔ اب کیا تھا۔ راز کی بھی باتیں معلوم ہونے لگیں۔ زبان پر حضور رسالت پناہ دل میں جو

[۱] - جن کی خلافت کا خاتمہ حال ہی میں ہوا ہے۔ [۲] مراد ابوبکر

...تھا خدا جانے۔ نہ خدا کا خوف نہ قرآن کی وقعت نہ رسولؐ کی عظمت نہ آل رسولؐ کی ...لفت نہ خانہ عرش منزلت کا کچھ پاس ادب دیکھئے ذات بابرکات جامع جمیع صفات۔ مفخر موجودات، سرورِ کائنات پر ذرا بھی بھروسہ نہیں تھا۔ غار میں رونا بلکنا جب کہ رسولؐ سا صاحب ساتھ تھا۔ زبان وحی ترجمان سے لا تحزن کا نکلنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ رونا یا تو بغرض افشائے راز تھا یا کل کے ملجا و ماوا صاحب لولاک لما خلقت الافلاک پر مطلقاً بھروسہ نہیں تھا۔ یاری اسی کا نام ہے۔ غمگسار ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ...تارا اسی کو کہتے ہیں یا وہ ہے جو کفار کے جھنڈ میں مشرکین کے گروہ میں۔ منافقین کی جماعت میں۔ ملاعین کے نرغہ میں۔ تیر و تلوار کے حلقہ میں بستر رسالت پر چادر رسالت اوڑھ کر بے خوف و خطر اطاعت خدا و رسول سمجھ کر بہ تعمیل حکم اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول رسالت کے بچانے کے لئے اپنی جان کو تہلکہ میں ڈال کر سو رہا ہے۔ شانِ رسالت ٹپکتی ہے۔ منافقین کو امامت میں رسالت کا دھوکا ہوا۔ یہ رعب امامت تھا جو مثل رعب رسالت تھا۔ جس نے کفار کو ناکام واپس جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ غار میں رو کر یار کہلائے غزوات میں بھاگ کر شجاع ہو گئے۔ امامت کی تکذیب کی صدیق ہو گئے۔ حق اہلبیت لیکر کے خلیفہ ہو گئے۔ (باقی دارد)

صابر جونپوری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسلام و حامیان شرع متین؟

اس مسئلہ میں کہ جناب سرورِ کائنات تمام انبیاء مرسلین و جناب امیر المومنین سلام اللہ علیہم سے افضل و اکمل ہیں یا نہیں یا مساوی ہیں۔ ہم لوگوں کو اعتقاد کیسا رکھنا چاہئے۔ بینوا و توجروا۔ (العبد: مرزا عبد الغنی داچواری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین وما توفیقی الا باللہ رب العالمین

مومنین کو اسی قدر اعتقاد رکھنا چاہئے کہ جناب امیر المومنینؑ اور ائمہ علیہم السلام بعد جناب رسالت مآب صلعم کے افضل خلائق اور بمنزلہ نفس رسولؐ ہیں اور سوائے نبوت و لوازم نبوت کے مثل رسول اور مساوی رسولؐ ہیں اور مساوی کے معنی شریک فی الفضائل والکمالات کے ہیں نہ مساوی بالمساواۃ المطلقۃ۔ فقط

خادم الشریعۃ الطاہرہ

السید برکت علی۔

باسمہٖ سبحانہٗ

الجواب صحیح اعتقاد یہ ہے کہ جناب امیرؑ اور باقی ائمہ معصومین علیہم السلام سوا نبوت
اور خصائص نبوت کے حضور ختمی رسالت صلعم سے مساوی ہیں۔ مساوات مطلقہ کا قائل ہونا
ضلالت ہے اعاذنا اللہ المؤمنین جمیعاً من النفس الامارۃ بالسوءِ والضلالۃ بعد الہدیٰ
نمقہ خادم الشریعۃ المطہرۃ:- علی الحائری

ارضِ نینوا
میں تدفین مومنین کی اباحت اور حجرۂ نبویؐ میں قبورِ شیخین کی قباحت

(از افادات صدر المفسرین حضور حجۃ الاسلام شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ دام برکاتہم)

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے شیعہ اس مسئلہ میں کہ زمین کربلا جو بعہد خلافت خلیفہ ثانی بقہر و غلبہ مفتوح ہوئی تھی اور حضرات سبطین رضی اللہ عنہما اس جہاد میں حسب تصریح مؤرخین فریقین شریک جہاد تھے۔ چنانچہ کتب شیعہ مثل شرائع الاسلام اور جواہر الکلام میں اس کی تصریح لکھی ہوئی ہے کہ سواد عراق بقہر و غلبہ مفتوح ہوئی اور اس کی خرید و فروخت و ہبہ و رہن و وقف وغیرہ کچھ بھی جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ مال جملہ مسلمانان کا ہے۔ پھر اس کا خرید کرنا زمینداران نینوا سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا کیونکر جائز تھا۔ اور چار میل مربع مسافت کو خرید کر کے خاص اپنے شیعوں پر وقف کر دینا جیسا کہ کتب مصائب میں درج ہے۔ کس مذہب کی رو سے درست ہوا کہ مذہب شیعہ کے تمام علماء کا ایسی زمین میں تصرف نہ کرنے پر اتفاق ہے۔ بلکہ خود سواد عراق کی تصریح کر کے اس کو تحریر کرتے ہیں اور ایسی زمین کی نظیر سواد عراق دیتے ہیں۔ اور ایضاً اس میں دفن ہونا شیعوں کا اور دُور دُور سے اپنے مردوں کا لے جانا کیونکر جائز ہوگا۔ اس لئے کہ غصب حق مسلمین کر کے اس پر اُمید مغفرت رکھنا اور غصبی زمین میں دفن ہو کر فشار قبر سے نجات پانا اگر یہی مذہب ہے تو بنا بر مذہب شیعہ حضرات شیخین پر بھی بوجہ دفن ہونے روضہ رسول اللہ صلعم کے جو شیعوں کے نزدیک غصب حق ورثہ ہے یا حق مسلمین ہے فشار قبر نہ ہوا ہوگا بلکہ

ب ملا ہوگا۔

سائل امیدوار ہے کہ جواب اس کا قابل اطمینان عام مسلمانوں کے تحریر فرمایا جاوے اور توجروا۔

جواب اول۔ سائل کا قول کہ امام حسین علیہ السلام جنگ عراق میں شامل تھے۔ یہ ثابت نہیں اور روایت جواہر خود ضعیف ہے اور بفرض صحت وتسلیم جناب حسنین علیہما السلام حسب درخواست عمر کے حضرت امیر المؤمنین کی جانب سے ایسے جنگ میں شامل تھے۔ اور اہل عرب نے جنگ مذکور میں اسلام بعض فتح قبول کیا تھا۔ اس لئے تمام مال اور اسباب ان کا محفوظ و مامون رہا اور وہ اپنے مال و زمین کے مجاز اور مالک تھے۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام نے اصل مالکان سے جو مومن تھے۔ زمین کربلا کو خرید فرمایا اور وقف کیا۔ پس بنابر قول سائل اعتراض سائل باطل ہے۔

جواب دوم۔ زمین کربلا آباد تھی یا بنجر۔ بر تقدیر اول زمینداران زمین مذکور جو قابض اور عامر اُس کے تھے اسلام لانے کے بعد اولیٰ اور احق بالتصرف ہیں۔ ان سے خرید فرمانا حضرت امام حسین علیہ السلام کا صحیح اور جائز ہے۔ کما قال الشافعی البلاد علی ضربین ضرب اسلم اہلہا علیہا عامرہا مملوک لاہلہا و بر تقدیر ثانی زمین بنجر غیر مملوک تھی۔ تو موافق حکم شارع زمین بنجر باب انفال سے ہے۔ جو کوئی بھی مسلمانوں میں سے اس کو آباد کرے وہ مجاز اور اولی بالتصرف اس زمین پر ہے۔ پس جو قبیلہ بنی اسد مسلمان تھے اور انہوں نے اس زمین پر قبضہ کیا اور آباد کیا تھا۔ وہی مستحق اور مالک اس زمین کے تھے۔ بدیں لحاظ جناب امام حسین علیہ السلام نے وہ زمین بنی اسد سے خرید فرما کر وقف کی۔

جواب ثالث۔ اور نیز جو کہ بنی اسد شیعیان اہلبیت سے تھے۔ ممکن ہے کہ زمانہ خلافت امیر المومنین علیؑ میں اُنہوں نے تمسک اس زمین کا جو بسبب غیر آباد اور بنجر ہونے کے انفال میں داخل تھی حاصل کیا ہو اور اس واسطے حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایسی زمین کو اس کے مالکوں سے خرید فرمایا۔

جواب رابع۔ اگر کوئی ملک بلا اذن امام حق کسی جابر نے فتح کیا ہے۔ تو وہ ملک مال امام ہے۔ چونکہ زمین نینوا لعہد عمر مفتوح ہوئی تھی۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے جو اس وقت امام زمان اور خلیفۃ اللہ بالحق تھے اور مالک اور صاحب اختیار اس پر تھے۔ لیکن بدیں احتیاط کہ بالفعل قبائل بنی اسد جو مسلمان اور شیعیان اہلبیت علیہم السلام ہیں۔ اور اس میں قبضہ اور اختیار رکھتے ہیں۔ برعایت عارضہ عامرین مقابلہ حقوق عارضہ عامریہ خرید فرما کر خالصاً واسطے سکونت اور تدفین شیعیان کے وقف کر دیا۔

پس بدیں وجوہ تدفین شیعیان زمین کربلا میں بحسب شرع مطہر صحیح اور درست اور جائز ہے۔ اور کوئی قدح اس میں نہیں ہے۔

جواب خامس۔ باتفاق امت جو خلیفۃ اللہ اور اخص خواص اولاد اہل بیت رسول اللہ ہو۔ اور اس کی شان میں آیات قرآنی واحادیث متواترہ متفقہ امت مثل حدیث ثقلین وحدیث خلیفتین وسفینہ وغیرہ موجود اور وارد ہوں وہ شخص کس طرح سے ممکن ہے کہ جائز اشتراک ارض کربلا سے ہو اور بلا تحقیق اس زمین مشترکہ کو خرید کرو قف کرے۔ یہ تجویز ادنیٰ عاقل اور معمولی آدمی بھی مشتری پر کبھی نہیں کرسکتا ہے۔ پس خرید کرنا سید الشہداء علیہ السلام کا ارض مشترکہ کو کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔ حالانکہ صاحب صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔ کہ بحالت صبائت میں امام حسین علیہ السلام نے دانہ خرما اٹھا کر دہان شریف کی طرف لے گئے۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طفل صغیر کو بلفظ کخ کخ یا بنی الا تعلم ان الصدقۃ علینا اھل البیت حرام خطاب فرمایا پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے فوراً پھینک دیا۔

شارحین بخاری سوال مقرر کرکے کہ پیغمبر نے طفل صغیر غیر مکلف کو کیونکر الا تعلم فرمایا جواب لکھا ہے کہ حسنین علیہما السلام کو حالت مہد میں لوح محفوظ کل دکھلایا گیا تھا۔ واعجبا خود یہ قوم اس طرح سے حال ان کا لکھیں۔ معذلک آنحضرت کو عالم کان وما یکون جان کے بھی اسناد جہالت خرید ارض مشترکہ میں کریں۔ عیاذاً باللہ پس یا تو کمال تعاند وتعصب پر مبنی یا جہالت تامہ سائل سے یہ اعتراض صادر ہوا ہے۔ کوئی خارج اسلام بھی یہ حال سن کر ایسی تجویز امام علیہ السلام پر نہ کرے گا۔ ہاں شرافت اس زمین اطہر کی بسبب شہادت وخونریزی سبط سید انبیاء فی سبیل اللہ ثابت ہے۔ بقولہ تعالےٰ "ابنائنا وابنائکم"، ولقولہ علیہ السلام الحسین منی وانا من الحسین۔ الحسن والحسین سبط من الاسباط والحسن والحسین ابنائی۔ پس جس جگہ پارہ ہائے جگر رسولؐ خدا کا خون جو خون اور گوشت رسول خدا کا عیناً ہے گرے البتہ وہ جگہ اشرف البقعات ہے۔ جس کی تفصیل ہمارے رسالہ لمعہ معانی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ زمین شیعیان اہلبیت کے واسطے امن وامان وباعث نجات فے الدنیا والآخرہ ہے۔ چنانچہ مرویہ متفق علیہ شاہد اس کا ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام کو چار چیزیں عوض اس شہادت کے دی گئی ہیں۔ "الشفاء فی تربتہ واجابت الدعا تحت قبتہ والائمۃ من ذریتہ والشفاعۃ فی امتہ جدہ"

پس اگر وہ زمین مغصوب ہوتی تو پھر تربت شفاء ہر مرض اور موضع اجابت دعائے مسلمانان اور مہبط ملائکہ وانبیاء نہ بنتی۔ اس کی تفصیل کتاب غایت المقصود سے معلوم

ہو سکتی ہے۔

پس واضح ہو کہ اس میں اور تدفین شیخین میں جو خانۂ مطہر پیغمبر مشرقین میں بلا اذن دفن ہوئے فرق اور تفاوت بیّن ہے۔ کیونکہ زمین نینوا میں رہنا اور دفن ہونا امام علیہ السلام کی جانب سے ماذون اور شرعاً مجاز ہے اور بغیر اذن دخل ہونا غیر کا خانۂ پیغمبر میں درحضور وغیاب بہ نص صریح قطعاً ممنوع اور منہی عنہ ہے۔ بقولہ تعالیٰ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم۔ پس تدفین شیخین حرام اور مغصوب محض ہے۔ اس لئے کہ شیخین کو کسی قسم کا حق تملیکی یا وراثتی وہاں حاصل نہ تھا۔ اور نہ وارثان حقہ یعنی اہلبیت سے اذن حاصل کیا تھا۔ اور نہ ابھی تقسیم ہوئی تھی کہ بحصۂ زوجتین ان کے اذن سے دفن ہوئے ہوں اور اگر بمروبہ ابوبکر لا نرث ولا نورث جو واسطے انکار کرنے حقوق فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیہا مثل فدک وغیرہ کے حدیث وضع کی تھی۔ اس سے خانۂ نبوی کو بھی صدقہ میں قرار دیا تھا تو پھر کیوں اس روضہ شریفہ میں دفن ہوئے۔ نہ اہل بیت عصمت و طہارت سے اذن حاصل کیا نہ عام مسلمانوں سے۔

خلاصہ۔ مانند فدک و خلافت کے خانہ نبوی کو بھی تصرف کر کے دفن ہوئے۔ اور ایسا دفن ہونا یا قربت ہونا کچھ فائدہ مند ان کے واسطے نہیں ہے۔ مفصل نزحال اس کا ہماری کتاب "منتادے عاشرہ" سے معلوم ہو سکتا ہے۔

سنو! سنو!! کفار و منافقین کو جو اسلے حین قرب مسکنت و مجاورت و مدفنت قدیم سے حرمین میں رکھتے ہیں۔ ہرگز ان کو فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ چنانچہ متفق علیہ روایت ہے۔ "من غصب ارضاً طوق اللہ ذالک غاصبا یوم القیامۃ" پس باطل کو مشابہ و مماثل حق تمثیل دینا عین باطل ہے۔

سادسا تمام زمین اور پانچ دریا اور خمس دینا مہر حضرت فاطمۃ الزہرا کا باحادیث متفقہ ثابت ہے۔ چنانچہ دیلمی فردوس الاخبار میں لکھتا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم یاعلی ان اللہ زوجک فاطمۃ وجعل صداقہا الارض فمن مشی علیہا مبغضاً لک مشی حراماً اور ایضاً باحادیث متفقہ وارد ہے۔ کہ دریائے دجلہ و فرات و نیل و جیحون و سیحون و خمس دنیا کو حق تعالیٰ نے مہر فاطمہ زہرا کا قرار دیا ہے۔

پس باوجود ان احادیث کے کیونکر زمین عراق غصب ہو سکتی ہے۔ اور اگر یہ زمین غصب ہوتی تو کیونکر عالم کان وما یکون خلیفۃ اللہ جناب سید الشہداء علیہ السلام خود اور اپنے شیعوں کو ایسی زمین میں دفن ہونے دیتے سبحان اللہ جس امام علیہ السلام کی والدہ کے مہر میں خدائے تعالےٰ نے تمام روئے زمین و آب شیر میں مقرر کیا ہو۔

کیوں کر اور کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ اور شیعہ ان کے زمین مغصوب میں مدفون ہو سکیں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا ہے کہ جو آنحضرتؐ کے بلا اذن مخالفین ہیں سے روئے زمین میں دفن ہوئے عذاب ابدی میں رہیں گے۔

تنبیہ۔ مجاورت و مقاربت و معیت و مصاحبت زمانی و مکانی دنیاوی کافرین و مشرکین و منافقین و ظالمین و غاصبین کے لئے کسی طرح شرف و نجات عقوبت شدید عاقبت کا موجب اور باعث ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معیت حضر و سفر میں قدیم سے ہر زمانہ میں نیک و بد طاہر العین اور نجس العین النسان اور حیوان انبیاء و کفار کو علی الدوام دنیا میں طوعًا و کرہًا واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ معیت الٰہی سے بھی کوئی خالی نہیں ہے۔ لقولہ تعالیٰ اینما کنتم وھو معکم اور آیہ نجویٰ ما یکون من نجویٰ ثلثۃ الا ھو رابعھم اور آیہ متعلقہ قید خانہ یوسف علیہ السلام بقولہ تعالیٰ یا صاحبی السجن و قولہ تعالیٰ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل اور مثل اس کے آیات دیگر شاہد صریح ہیں۔

پس بہ ثبوت اس کے ثابت ہوا کہ معیت و مصاحبت و مقاربت حضرات شیخین بھی حضرت سرور انبیاء سے حین حیات میں اور بعد مرگ کے دخول و دفن ہونا بیت الشرف آنحضرتؐ میں بغلبہ و قہر دلیل شرف و نجات نہیں ہے۔ اور شاہد ثانی پندرہ احادیث سے زیادہ متفرق مقام خصوصًا ذیل سورہ کوثر کتاب الرقاق صفحہ بخاری مطبوعہ بمبئی میں منضبط اور ثبت ہیں۔ پیغمبر صلعم کے سامنے ایک جماعت صحابہ کی قیامت کے روز حوض کوثر سے پکڑ کر جہنم میں ڈالی جائے گی۔ پیغمبر صلعم کہے گا خدایا یہ تو میرے اصحاب ہیں ندا ہوگی یا نبی اللہ انک لاتدری ما احدثوا بعدک یعنی تو جانتا نہیں ہے انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں جاری کیں اور بعض تیرے مرنے کے یہ مرتد ہو کر کفر اصلی کو انہوں نے ظاہر کیا۔ پھر آنحضرتؐ فرماویں گے سحقًا سحقًا ای بعدًا بعدًا یعنی دور کرو دور کرو ان کو۔ پیچھے میرے تغیر کردیا انہوں نے میرے دین کو۔ اس جملہ میں سے یہ حدیث ذیل ملاحظہ کریں۔ قال صلعم لیردن علی یوم القیامۃ رھط من اصحابی افا اعرفھم وھو یعرفونی فیوخذون ذات الشمال من دونی فاقول یا رب اصحابی فیقال لی انک لاتدری ما احدثوا بعدک فلم یزالوا مرتدین قھقریًا منذ فارقتھم فاقول سحقًا سحقًا لمن غیر دینی ای بعدًا بعدًا قالہ ابن عباس انتھی۔

پس اگر یہ احادیث صحیح بخاری صحیح ہیں تو کہو اصحاب کفر و ارتداد جو ماخوذ بحضور نبوی ہوں گے۔ وہ کتنے اور کون ہیں۔

مجلد ثانی ص ۔ بخاری غزوۂ حدیبیہ میں روایت لکھی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو ہنیئاً یعنی گوارا باد کہا کہ تم اجلّہ اصحاب نبوی صلعم اور اہلبیت رضوان سے ہو۔ براء نے جواب دیا۔ اے پسر برادر کیا مبارک دیتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم صحابہ نے بیعت رضوان کے بعد کیا کیا بدعتیں دین اسلام میں ایجاد اور احداث و جاری کیں۔ پس باقرار براء ابن عازب کے جو اجلہ اہل بیعت رضوان سے ہے واضح اور ثابت ہوا کہ ہم اصحاب بیعت رضوان سے بعد موت نبی کے کفر اور ارتداد صادر ہوئے اور اگر تفصیل جماعت مبتدعین صحابہ کی دیکھنی چاہو تو کتاب عمر و جاحظ اور ابن ابی الحدید اور فصول اولیات مشایخ ثلثہ۔ تاریخ الخلفاء سیوطی اور ابن سعد کو ملاحظہ کرو۔ یہ سب ائمہ اہلسنت ہیں۔ مرویہ بخاری یہ ہے۔ قال البراء بن عازب فقلت طوبیٰ لک صحبت رسول اللہ و بایعتہ تحت الشجرۃ فقال لی یا ابن اخی انک لا تدری ما احدثنا بعدہٗ انتہیٰ۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ والمومنین جمیعاً من طمع الدنیا و بیع الآخرۃ بقلیل من متاع الدنیا اور ادلہ کثیرہ اس باب میں موجود ہیں۔ یہ مقام گنجائش نہیں رکھتا۔ وللبحث مقام آخر۔ تفصیل مطلوب ہو تو خاکسار نے کتاب منہاج السلامہ اور مجلدات اربعہ کتاب غایت المقصود و تفسیر لوامع التنزیل میں ادلہ عقلیہ و نقلیہ اور حوالجات کتب مستندہ اہلسنت جماعت سے اس بحث کو لکھدیا ہے من شاء فلیرجع الیہا۔ لکن بسبب کثرت مشاغل اور قلت فرصت کے اس جگہ ثبت نہیں کر سکتا۔

شانِ امامت

(نمبر ۱۰)

گذشتہ سے پیوستہ

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

گذشتہ نمبر میں شان امامت حسنین علیہم السلام کی دیکھ چکے ہیں۔ آج ہم ان نور کے ٹکڑوں کا پھر نظارہ کرنا چاہتے ہیں۔ جن کی ہر ادا سے شان امامت ظاہر ہے۔ جس طرح عالم کی ہر شے وجود واجب الوجود کی دلیل ہے۔ لیکن بہت سی آیتیں اکثر چیزیں ایسی ہیں جن پر نظر پڑتے ہی وجود باری تعالیٰ کا یقین ہو جاتا ہے۔ گو منکر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ہاں ان کا ازراہ تجاہل عارفانہ۔ عناد۔ ضد اور ہٹ دھرمی پر مبنی نہ ہو۔ اسی طرح بہت سے امور ایسے ہیں کہ جن سے منکر بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور مجبور اسے

کہنا پڑتا ہے کہ ہاں یہ بے شک امام ہیں اور ان میں یہ شان امامت ہے۔ میں اپنے مضمون کو طویل کرنا پسند نہیں کرتا۔ رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو رہا ہے۔ آج چاند ہونے والا ہے حسنین علیہم السلام اس وقت بازار کی سیر کرکے واپس تشریف لائے ہیں۔ اپنی والدۂ محترمہ جناب فاطمۃ الزہرا سے عرض کرتے ہیں۔ اماں! کل عید ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اطفال مدینہ کے واسطے عمدہ عمدہ کپڑے سئے جا رہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی پارچہ عید گاہ میں جانے کے قابل نہیں۔ جناب فاطمہ زہرا خاموش ہیں۔ اس کا کوئی جواب ابھی نہیں دیا ہے۔ حسنین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فاطمہ بے چین ہو گئیں۔ دونوں بچوں کو سینہ سے لگا کر تسکین دیتی ہیں۔ بچو! تم آبدیدہ نہ ہو۔ دل بھاری نہ کرو۔ تمہارے کپڑے درزی کے یہاں ہیں۔ جب وہ لائے گا۔ پہناؤں گی۔ اس کلام سے انہیں تسکین ہو گئی کھا پی کر سو رہے۔ شب تار نے زمانہ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ تھوڑی رات گذرنے کے بعد ایک آواز آئی ہے۔ السلام علیک یا اہل بیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ۔ جناب فاطمۂ زہرا نے بعد جواب سلام استفسار فرمایا "کون شخص ہے"؟

پکارنیوالا۔ میں درزی ہوں۔ حسنینؑ کے کپڑے لایا ہوں۔

آپ نے خوش ہو کر دروازہ کھول دیا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور ایک رومال سربستہ دیا اور چلتا ہوا۔ بعد نماز صبح جناب فاطمہؑ نے شہزادوں کو جگایا اور انہیں لباس ہائے فاخرہ سے مزین و آراستہ کیا۔ جناب رسول خدا تشریف لاتے ہیں اور مسکراتے ہوئے داخل خانہ ہوتے ہیں۔ اپنے دونوں نواسوں کو سینہ سے لگا لیتے ہیں۔

رسولؐ اللہ۔ فاطمہ تم نے سمجھا یہ لباس کہاں سے آئے۔

فاطمہ۔ خدا اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔

رسولؐ اللہ۔ خداوند عالم نے بہشت عالم سرشت سے یہ لباس ہائے فاخرہ بدست رضوان خازن جنان روانہ فرمائے ہیں۔ اس مقام پر یہ امر بھی قابل غور ہے۔ جناب فاطمہ نے بغرض تسکین حسنین فرمایا تھا۔ کپڑے تمہارے درزی لائے گا تو تمہیں پہناؤں گی۔ خدا نے نہ چاہا کہ صدیقہ طاہرہ جو مصداق آیۂ تطہیر ہر رجس سے ہر برائی سے پاک ہے کوئی شخص کسی طرح سے دروغ کا گمان بھی کر سکے۔ انما یرید اللہ الخ میں ارادۂ باری تعالیٰ تکلیفی نہیں ہے بلکہ تکوینی ہے جس کے خلاف ہونا ممکن نہیں۔ اس لئے یہ حضرات اُن برائیوں سے بھی بری ہیں جن کا گمان بھی کیا جائے۔ گو وہ گماں غلط ہی کیوں نہ ہوں۔ اس وجہ سے خدا نے رضوان کو حکم دیا اور اس نے کہا میں حسنینؑ کا درزی ہوں۔ اب فاطمہؑ کے صداقت کی جھلک عالم کو نظر آئی اور عام و خاص سب نے سمجھ لیا۔ کہ ارادۂ تکوینی باری تعالیٰ بلا تامل ہو کر رہتا ہے۔ اللہ اکبر دیکھنے والو دیکھو

اور غور کرنے والو غور و تامل سے دیکھو۔ چشم انصاف سے دیکھو یہ شان امامت ہے۔ یہ امام ہیں اور اللہ کے بنائے ہوئے امام ہیں۔ جن کا درزی رضوان خازن جنان بحکم خدا ہوا۔ صل علی محمد و آل محمد۔ انسان کے بنائے ہوئے میں یہ شان نہیں پیدا ہو سکتی۔ خواہ ایک ہو۔ خواہ بالاجماع۔ انسان خاطی ہے۔ اس کا اجماع مبنی بر خطا ہوتا ہے۔

روح روان رسولؐ نور چشمان بتول لباسہائے جنت سے آراستہ ہو کر گھر سے نکل جاتے ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں لوٹ کر نانا کے گلے سے چمٹ جاتے ہیں۔ بہ تقاضائے سن حسینؑ عرض کرتے ہیں نانا اطفال مدینہ ایسے اچھے اچھے اونٹ پر سوار ہو کر عیدگاہ جا رہے ہیں۔ کہ دل خوش ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ۔ بیٹا تمہارا اونٹ تمہارا نانا (خدا کا رسول ہے) ہے۔ آؤ میری پشت پر سوار ہو۔ کیا تم پشت رسولؐ پر سوار ہو کر اس سے زیادہ خوش نہ ہو گے۔ اگر شتر پر سوار ہوتے) اس ارشاد کے بعد رسولؐ اکرم اپنے ہاتھوں اور ٹخنوں کو زمین پر ٹیک دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ آ اے حسینؑ اپنے اونٹ پر سوار ہو جا۔ حسینؑ خوش خوش مسکراتے ہوئے پشت اقدس رسولؐ پر سوار ہو جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ شان امامت ہے۔ یہ امام زمانہ ہے۔ یہ امام مفترض الطاعۃ ہے جس کی سواری کا اونٹ خدا کا برگزیدہ رسولؐ ہے۔ اللہ اللہ بجائے مہار کے رسولؐ کے گیسو دست حسینؑ میں ہیں۔ چند قدم چلے ہیں۔ حسینؑ عرض کرتے ہیں اونٹ تو راستہ چلنے میں بولتے ہیں۔ آپ میرے کیسے اونٹ ہیں۔ جو مطلق نہیں بولتے۔ رسولؐ خدا حسینؑ کی اس خواہش کو یوں پورا کرتے ہیں۔ زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری ہوتا ہے۔ العفو العفو۔ فوراً جبرئیل امین نازل ہوتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں۔ اے حبیب خدا پروردگار عالم بعد تحفہ درود و سلام ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اگر بار سوم تمہاری زبان سے کلمہ العفو جاری ہو گا۔ تو ہم آتش جہنم کو بکلّی افسردہ کر دیں گے (پھر قاتلان حسینؑ پر کیوں کر عذاب کیا جائے گا) ظاہر بین آنکھیں بھی اس بے مثل راکب و بے نظیر مرکب کا نظارہ کر رہی ہیں۔ مگر اس واقعہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتی ہیں۔ اس حالت کو ایک معمولی حالت کے ساتھ تطبیق کر رہی ہیں۔ باپ اپنے بچوں کو عموماً کاندھے پر چڑھاتے ہیں۔ بچوں کو کیا شرف و بزرگی ملتی ہے۔ اب دیکھنے والا کہتا ہے۔ یاحسینؑ نعم المرکب۔ حسین کیسی اچھی تمہاری سواری ہے۔ رسول جواب دیتے ہیں دائے ہو تجھ پر یہ کیوں نہیں کہتا نعم الراکب کیسا اچھا سوار ہے۔ رسولؐ نے ایک لفظ میں سمجھا دیا۔ اسرار و غوامض سے مطلع کر دیا۔ حسینی شرف کا پردہ کھول دیا۔ امامت کے اہم مرتبہ کو روشن کر دیا۔ اہل علم اگر اس کی توضیح فرمائیں تو فوائد کثیرہ حاصل ہوں۔ میں باین کم علمی اپنے الفاظ میں نہایت مختصر تصریح کرتا ہوں۔

وائے ہو تجھ پر۔ اس فقرہ سے معلوم ہوا کہ اس نے معمولی نگاہ سے دیکھا۔ کوئی عظمت اس کے نزدیک ثابت نہیں ہوئی۔ ورنہ یہ فقرہ جو دعائے خیر کا ضد ہے۔ آپ کبھی استعمال نہ فرماتے۔ نعم الراکب یہ فقرہ بتا رہا ہے کہ حسینؑ ایسا اچھا سوار ہے۔ کہ جس کی سواری کے اونٹ بننے کا رسولؐ کو شرف حاصل ہے۔ جیسے رسولؐ اپنے مقابل میں فخریہ بیان فرماتے ہیں کہ بجائے میری تعریف کے حسینؑ کی تعریف ہوتی رہے۔ یہ رسولؐ وہ رسول ہے جسے عرش پر معراج ہوئی۔ یہ امر شرف حسینی کو بڑھاتا ہے۔ شانِ امامت کو روشنی میں لاتا ہے۔ تو اسے معمولی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ غور کر یہ معمولی طریقہ محبت ورسمی شیوہ الفت نہیں ہے۔ جس طرح باپ اپنے بیٹے کو کاندھے پر سوار کرلیا کرتا ہے۔ ذرا اسے دیکھ تو کہ اسی طرح ہاتھوں کو ٹیکے۔ زمین پر گھٹنوں کو رکھے بچہ کو پشت پر سوار کرکے کوئی معمولی شخص بھی زمین پر نہیں پھر سکتا۔ نہ کہ رسولؐ ختمی مرتبت شہنشاہ دارین فائز مرتبہ قاب قوسین یہ معمولی اور رسمی طریقہ بلکہ اس سے بھی گرا ہوا کیوں کر اختیار کرتا۔

بس سمجھ لو یہ معمولی محبت نہیں ہے۔ فطری محبت نہیں۔ یہ امر شانِ امامت کو دوبالا کر رہا ہے۔ یہ محبت امامت ہے جو خدا نے ہر فرد بشر پر واجب کی ہے۔ لہٰذا یہ سمجھ لو اور اچھی طرح سمجھ لو میں نے یہ فعل نہ رسمًا کیا ہے نہ محبت فطری سے بلکہ اس کی ارفع واعلیٰ شان کی معرفت کرانی مدنظر ہے۔ اور یہ ظاہر کر دینا منظور تھا۔ کہ یہ نور نظر میرا اولی الامر ہے۔ زمانہ کا امام ہے۔ خلیفۃ اللہ ہے۔ آج اس کی شان امامت دیکھو میرے بعد اس کی اطاعت و محبت میں کسی طرح کی کمی نہ کرنا۔ آہ فرمانِ رسولؐ کی قدر نہ کی گئی۔ یزید جیسا فاسق و فاجر۔ شراب خور۔ تارک الصلوٰۃ۔ فرزند طیب و طاہر حسینؑ کے سر پر اپنی اطاعت کا بار رکھنا چاہتا ہے۔ بجائے اطاعت کے صریح نافرمانی کی جاتی ہے آخر وقت میں وہ مظلوم تین روز کا پیاسہ مظلوم زبان خشک سوکھے ہونٹوں پر پھرا کر کہتا ہے۔ یا قوم انا سبط المصطفیٰ وعطشان مسلمانو! میں تمہارے ہی نبیؐ کا نواسہ اور شدت تشنگی سے بے چین ہوں۔ اُف اس کے جواب میں اس پیاسے رسولؐ کے نواسہ پر تیروں کا مینہ برسا دیا جاتا ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

(باقی دارد) (فراق۔ ہلور)

یادگارِ حسینی

(نمبر ۲ بسلسلہ گذشتہ)

(نوشتہ سید عنایت حسین صاحب رضوی۔ از ہلو ضلع بستی)

حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین!

مختلف فرقہ ہائے اسلام کا اس امر پر اجماع ہے کہ بانیٔ اسلام جناب خیرالانام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلاف عقائد و بالضد خیالات لے اس میں کوئی تغیر پیدا نہ ہونے دیا۔ اور بانیٔ اسلام کے اس احسان کو فراموش نہ کیا۔ ہر روز پانچ وقت (نماز پنجگانہ میں) اس کی یاد قائم رکھنا فرض ایمانی سمجھ رہے ہیں۔ محسن حقیقی یعنی خدا کے نام کے ساتھ ساتھ آپ کا نام پکارا جاتا ہے۔ اگر اس میں کسی نے غفلت کی تو اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے اور یوں ہی ہونا بھی چاہیئے عقل سلیم یہی تجویز کرتی ہے۔ انصاف اسی کا مقتضی ہے۔ دیانت اسلامی یہی چاہتی ہے مسلم اور صحیح مسلم کا اسی پر اطلاق ہوگا۔ جو بانیٔ اسلام کی یاد کو قائم رکھے۔ خدا کے نام کے ساتھ ہی ان کا نام زبان پر آجائے۔ ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ مسلمان مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ جب تک کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ نہ کہے۔ بانیٔ اسلام کے بعد اسلام پر جو احسانات جناب مولائے کونین علیؑ ابن ابی طالب کے ہیں اسلام اس سے بے خبر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد اشہد ان محمداً رسول اللہ اشہد ان علیاً ولی اللہ کہنا تکمیل ایمان کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ اس بیان اور طریقہ عمل اہل اسلام سے معلوم ہوا کہ محسن کے احسان کا نہ فراموش کرنا اور ہمیشہ اس کی یاد کو قائم رکھنا ہی اصل ایمان ہے۔ جس پر اسلام کما حقہ کاربند ہے۔ لیکن مجھے یہاں پر صرف یہ کہنا ہے۔ کہ خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ نے یہ کیا فرمایا ہے ع

حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین۔

اگر ایسا ہے تو اسلام پر حسین مظلوم کی یاد فرض ہو جائے گی۔ اسلام نے تو بانی اسلام کی یاد قائم رکھنی ضروری و لازمی سمجھی اور اس پر عامل ہے۔ بلا اختلاف جناب رسولؐ خدا بانیٔ اسلام ہیں۔ یہ حسینؑ کا بانیٔ اسلام ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ خواجہ صاحب تو زندہ نہیں کہ ان سے استفسار کیا جائے۔ اب غور فرمائیے فکر کیجئے۔ تدبر سے کام لیجئے۔ خدا نے عقل دی ہے۔ وہ اسی کام کے لئے ہے۔ عقدہ کشائی کرے گی۔ اسلامی تاریخیں بتا رہی ہیں کہ بانیٔ خانہ کعبہ جناب آدمؑ صفی اللہ ہیں۔ لیکن پھر وہی کتابیں وہی تاریخیں

جناب ابراہیم خلیل اللہ کو بانی خانہ کعبہ کہہ رہی ہیں۔ کیا بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ کیا ہم دونوں بزرگواروں کو بانی کعبہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ ہاں درست ہے۔ کہ سکتے ہیں۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوگیا۔ کہ خانہ کعبہ جس کی بنا آدم علیہ السلام نے رکھی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد منہدم ہوگیا بجز اس کے کہ بدشواری یہ معلوم ہو سکا۔ کہ یہ وہی مقام ہے جہاں بنیاد خانہ کعبہ رکھی گئی تھی۔ دوبارہ جناب ابراھیمؑ نے اپنے دست مقدس سے بنیاد خانہ کعبہ رکھی۔ اب کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ بانیٔ خانہ کعبہ قرار پائے۔ لیکن جناب آدمؑ کے بانیٔ خانہ کعبہ ہونے کو حضرت ابراہیمؑ کا بانیٔ خانہ کعبہ ہونا مٹا نہیں سکتا۔ دونوں بزرگوار بانیٔ خانہ کعبہ کہے جائیں گے بلکہ آدمؑ کو جو تقدم حاصل ہے۔ وہ حاصل رہے گا۔ گو تاخر کو فروغ ہونا مسلمات سے ہے جیسا کہ عام طور سے مشہور ہے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیمؑ کی بنائی ہوئی عمارت ہے۔ اسی طرح حسینؑ بانی اسلام ہیں اور ضرور ہیں۔ دیکھئے دیکھئے تاریخیں دیکھئے۔ بانیٔ اسلام جناب خیرالانام نے اس وقت اسلام کی بنیاد قائم کی جب زمانہ میں اس طریقہ پر چلنے والے الشاذ کالمعدوم نہیں کے برابر تھے۔ اور آپ کے زمانے ہی میں ایسا فروغ ہوا کہ مشرق و مغرب جنوب و شمال میں اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ لیکن آپ کے آنکھ بند کرتے ہی اس بنیاد کی اینٹیں دہینے لگیں اور تھوڑے دنوں کے بعد وہ زلزلہ آیا کہ آپ کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی عمارت منہدم ہوگئی۔ حقیقی اسلام سے لوگ کوسوں دُور جا رہے۔ انسان نما انسانوں مسلمان نما مسلمانوں نے عمارت اسلام کو ڈہانے کے لئے مضبوط کمریں باندھ لیں۔ اور اپنی تمام کوشش اس میں صرف کر دی کہ اسلام ذبح کر دیا جائے اسلام کا نام لینے والا ڈھونڈے سے زمین پر باقی نہ رہے۔ اسلام کی خوش نما عمارت ایسی زمین دوز کر دی جائے کہ اس کا نشان کسی کو ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے۔ بانی اسلام کا پیارا نواسہ حسینؑ اسلام کا یوں برباد ہونا۔ اسلام کا زمانہ سے مٹ جانا نہ دیکھ سکا۔

آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اپنی تمام قوت اس کی محافظت میں صرف کر دی۔ جان و مال۔ عزیز و اولاد۔ اصحاب و انصار حتیٰ کہ اہلبیت اطہار کو لے کر مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے اور مصمم قصد کر لیا کہ ہم اپنے نانا کی بنائی ہوئی عمارت کو مٹنے نہ دیں گے۔ دوبارہ بنائیں گے اور ایسی بنائیں گے جو تا قیام قیامت باقی رہے۔ اب ذرا غور فرمائیے۔ یزید نے اسلام کو ملیامیٹ کر کے کیا باقی رکھا تھا۔ جب کہ جملہ احکام اس نے الٹ دئے تھے۔ اسلام کی حقانیت زائل ہو چکی تھی۔ پھر اسلام کیسا کوئی نام لینے والا بھی نظر نہ آتا۔ حسینؑ نے اس فاسق و فاجر زانی و شراب خور کی بیعت نہ کر کے اسلام کی روحانیت و حقانیت کو دنیا پر ظاہر کر دیا۔ سر دے کر بانیٔ اسلام کا معزز و قابل فخر تمغہ حاصل کر لیا۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے ؎

سر داد نہ داد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین
اب کون منصف مزاج انسان کہ سکتا ہے کہ یہ یادگار قائم نہ رکھنی چاہیئے ؎

دُنیا میں اسقام و آلام کا ابتلا قادحِ عدالتِ خدا نہیں ہے

(از افادات عالیہ حضور حجۃ الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ)

سوال۔ دنیا میں انسان کو جس قدر رنج و الم پہنچتے ہیں۔ اس کا کیا باعث ہے۔ جبکہ خدائے تعالیٰ عادل ہے ظلم نہیں کرتا۔ تو بندوں کو رنج و الم میں مبتلا کرنا اس کی عدالت میں کیوں قادح نہیں ہو سکتا بدلائل اطمینان فرمایا جائے؟

الجواب۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں مصائب و آلام اور امراض و اسقام میں خواص و عوام انام کا مبتلا ہونا یقیناً عدالت الٰہیہ میں کسی طرح قادح نہیں ہوتا۔ کیونکہ رنج و الم یا بصورت حسن ہوگا اور یا بصورت قبیح اس دوسری صورت کا خدا سے اپنے بندوں کے حق میں صادر ہونا محال ہے۔ کیونکہ وہ قبیح کا مرتکب ہی نہیں ہوتا۔ رہی پہلی صورت وہ چھ وجوں پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ جو سب کی سب حسن ہیں ؎

اوّل۔ وہ رنج و الم ہے جس سے کوئی منفعت حاصل ہو۔ اور رنج پہنچانے والا اس رنج کے عوض اس شخص کے لئے کچھ مقرر کردے جس سے آئندہ کے لئے وہ رنج و الم پر نفع کو ترجیح دے کر اس کے تحمل پر راضی ہو جائے۔ ایسے رنج ہر عقلمند بخوشی خاطر قبول کر سکتا ہے۔ جیسے انسان تحصیل علم کے لئے محنت و مصائب کو گوارہ کرتا ہے۔ یا مثلاً تجارت میں جلب منفعت کی غرض سے انواع و اقسام کی زحمتوں مصیبتوں کو بخوشی پسند کرتا ہے۔ پس اسی طرح خدا کی طرف سے بندوں کو جس قدر رنج پہنچتے ہیں۔ وہ ضرور فائدہ کثیر پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ حسن ہے۔ قبیح نہیں ہے جو عدالت میں قادح ہو سکے۔ پس ہر عقلمند اس کو پسند کرے گا۔ مگر نفع مابعد کے اطمینان ہونے یا نہ ہونے کا انسان خود ذمہ دار ہے ورنہ خدائے تعالےٰ تو اپنے وعدہ کی کبھی مخالفت نہیں کرتا۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد ؎

وجہ دوم۔ یہ ہے کہ موجودہ رنج کسی آئندہ زاید رنج کو دفع کرنے والا ہے جیسے فصد۔ حجامت یا دوا تلخ یا اپریشن کی ایذا کا متحمل ہونا یقیناً ہر دانشمند کے نزدیک بہتر ہے اس آئندہ رنج و الم سے جو اس شخص کی ہلاکت کا باعث ہو جائے ؎

وجہ سوم۔ یہ ہے کہ اگر کوئی الم و رنج باقتضاء عادت کے حاصل ہو۔ مثلاً کوئی اپنے

اپنی سوء تدبیر سے خود کو آگ میں جلا دیوے یا پانی میں غرق کردے تو خدا پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس نے آگ کو جلا دینے والی یا پانی کو ڈبو دینے والا کیوں پیدا کیا؟

وجہ چہارم۔ جو الم و رنج اجرت کے عوض میں حاصل کیا جائے۔ مثلاً نوکر یا مزدور جلب منفعت کی غرض سے الم و رنج کو پسند اور گوارا کرتا ہے۔

وجہ پنجم یہ ہے کہ جو رنج والم سزاء عمل میں کسی کو پہنچے۔ مثلاً اگر کوئی شخص خون ناحق کرنے کی پاداش میں سزاء قتل کا مستحق ہو۔ یا حصول مطالب کے لئے تدابیر ناقصہ کی وجہ سے صدمات و آلام میں مبتلا ہو تو یہ بھی حسن ہے۔ ان کو قبیح نہیں کہہ سکتے۔ جن کے سبب سے خدا پر کسی قسم کا کوئی الزام آسکے۔

پس اگر خدا کی طرف سے کوئی رنج پہنچے بھی تو وہ انہی اقسام مذکورہ میں سے ہوسکیگا جو یقیناً حسن ہے۔ مخالف عدالت یا ظلم نہیں ہوسکتا۔

مذکورہ بالا صورتوں میں بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جو محض انسان کے اپنے افعال سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور بعض میں ارادہ باری تعالےٰ کو بھی دخل ہوتا ہے۔ مثلاً جان و مال و اولاد کا بغیر اسباب ظاہری کے تلف ہو جانا۔ اس میں خدا کی جانب سے لازماً عوض حاصل ہوگا۔ جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے۔

لیکن جو صدمات اور رنج کہ سزاء اعمال میں غیب سے انسان کو پہنچتے ہیں وہ اس کے لئے خصوصاً اور دوسروں کے لئے عموماً موجب عبرت اور مبنی بر حکمت و مصلحت نہایت مفید ہوتے ہیں۔ ہرچند کہ ان کی ظاہری حکمت اور مصلحت کا علم حاصل نہ ہو۔

رہا کمی رزق یا اختلاف مراتب وغیرہ یہ بھی خلاف انصاف یا ظلم میں داخل نہیں ہوسکتا کیونکہ رزاق کے معنی ہیں سامان مہیا کردینے والا۔ اور اس کی تدبیر پیدا کردینے والا۔ نہ منہ میں لقمہ بنا کر رکھ دینے والا۔ پس خدائے تعالیٰ نے تمام تدابیر رزق مہیا کردیں۔ اب اگر خود انسان ان کو کام میں نہ لائے۔ تو یہ اس کا خود اپنا قصور ہے۔ مگر ایسی صورتوں میں جب کہ کمی رزق خدا کی طرف سے ہو۔ تو وہ بھی کسی ایسی حکمت اور مصلحت پر مبنی ضرور ہوگی۔ جس کو انسان خود اپنی نافہمی کی وجہ سے نہیں سمجھ سکتا اور خدا کی حکمت میں یہ کمی اس کے لئے مناسب ہے۔ ورنہ خدا جانے کیا کیا فساد برپا کرے۔ جن پر اس وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

اسی طرح اختلاف مراتب کا مقرر کرنا بھی بالکل قرین عدل اور عین انصاف پر مبنی ہے۔ کیونکہ بنیاد مدارج چار ہیں۔ دولت۔ قوت۔ علم اور عمل۔ دنیا میں اگر سب لوگ ایک ہی درجہ کے دولت مند یا فقیر ہوں تو نظام عالم قائم نہ ہوگا۔ نہ کوئی کسی کی تابعداری کریگا اس صورت میں دنیا کے تمام کام بند ہوجائیں گے۔ بلکہ دنیا کے انتظام میں فساد عظیم پیدا

ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر سب کی قوت جسمانی ایک ہی سی ہو جائے تب بھی مادہ فرمانبرداری باقی نہ رہے گا۔ اور اگر سب لوگ علم و عمل ہی کو اختیار کر لیں۔ تو پھر ضرورتیں انسانی زندگانی کی تمام مسدود ہو جائیں گی۔ پس ان دلائل براہین سے ثابت ہوا کہ جملہ صدمات وصعوبات اور آلام و اسقام دنیوی منافی عدالت نہیں۔ بلکہ عین انصاف پر مبنی ہیں۔ تفسیر لوامع التنزیل میں تفصیل سے اس مسئلہ میں بحث کی گئی ہے ٭

رویاء صادقہ کی حقیقت

(از افادات حجۃ الاسلام والمسلمین محی الملت والدین شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مدظلہ)

سوال۔ انسان جب سو جاتا ہے۔ تو اس کو مختلف قسم کی خوابیں آیا کرتی ہیں۔ اس کی علت اور وجہ کیا ہے۔ وہ دوسرے ملک کے حالات کیوں کر خواب میں دیکھا کرتا ہے ایسے خواب قابل اعتبار ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ مرزا صاحب قادیانی مدعی نبوت و مہدویت نے تو اپنے مذہب کی بنیاد ہی خوابوں پر قرار دے رکھی ہے۔ اس لئے اس کی توضیح کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ اس کی اصلیت سے مطمئن فرمائیں گے ٭

الجواب۔ حکماء نے لکھا ہے کہ خواب سے مراد رپودگی اور پوشیدہ ہونا روح کا ہے۔ ظاہر سے باطن میں۔ یعنی جس وقت روح حیوانی یعنی وہ بخار لطیف جو اخلاط اربعہ کے امتزاج سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا ارتباط اور پیوستگی بہ نسبت حواس ظاہری کے حواس باطنی اور نفس کے ساتھ زیادہ ہو جائے۔ تو اس حالت کو نوم اور خواب کہتے ہیں۔ وجہ اس حالت کے پیدا ہونے کی یہ ہوتی ہے۔ کہ بسبب زیادتی بخارات کے جب رطوبات بدنی دماغ کی جانب متصاعد ہوتے ہیں۔ تو حواس ظاہری جو کہ اشغال و محنت کی وجہ سے کسلمند ہوتے ہیں۔ اور اک محسوسات سے معطل ہو جاتے ہیں اور طبیعت راحت و آرام کی جانب رغبت کرتی ہے۔ لہٰذا تمام قویٰ میں ایک نوع کا فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ہے حقیقت اور اصلیت خواب کے آنے کی ٭

حکماء نے خواب کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ قسم اول تو رؤیائے صادقہ ہوتے ہیں۔ یعنی وہ کیفیات جو بحالت خواب دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بلا تغیر و تفاوت حالت بیداری میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ایسے خوابوں کے سچ ہونے کی وجہ حکماء نے یہ بتائی ہے۔ کہ تمام موجودات تماثیل جواہر عقلیہ و عالم عقول میں ثابت و قائم ہیں۔ اسی طرح عالم عقول کو عالم روحانی اور جواہر بھی کہا جاتا ہے۔ اصطلاح شریعت میں اسی سے مراد لوح ہے۔ پس جب

وقت خواب نفس کو اشتغال حواس سے فراغت ملی تو اس کو عالم روحانی اور لوح محفوظ سے اتصال حاصل ہو جاتا ہے۔ اور صورتیں اشیاء کی جو لوح محفوظ میں ہیں۔ وہ نفس میں منطبع ہوتی ہیں۔ جیسے کوئی صورت ایک آئینہ میں منعکس ہو۔ تو وہ دوسرے آئینہ میں بھی جو محاذ میں رکھا جائے ضرور منعکس ہو گی۔ اور جب لوح محفوظ سے انطباع ان تصورتوں کا نفس میں ہوا تو اگر وہ صورتیں پسندیدہ ہیں تو دوبارہ انطباع ان کا نفس سے قوۃ مصورہ یعنی لوح حس مشترک میں ہوتا ہے۔ اور قوت حافظہ ان صورتوں کو اسی حالت پر تاوقت بیداری محفوظ رکھتی ہے۔ بدوں اس کے کہ متخیلہ اپنا تصرف ان صورتوں میں کر سکے۔ یا یہ ان کے مشابہ یا متضاد صورتیں حس مشترک میں مرتسم کر سکے۔ پس ایسے خواب بے کم وکاست خارج میں ظاہر ہو جاتے ہیں ؂

قسم دوم۔ رؤیائے معتبرہ کے نام سے موسوم ہیں۔ یعنی جو خواب کہ تعبیر کے محتاج ہیں اور جس طرح کہ دیکھے گئے ہیں بعینہٖ اس کے مطابق خارج میں ظاہر نہیں ہوتے۔ بلکہ ان چیزوں کے مشابہ یا ان کے برخلاف خارج میں واقع ہوتے ہیں۔ پس حکماء کے نزدیک ہر صاحب دانش کے لئے لازم ہے کہ ایسے خوابوں کی تعبیر ان چیزوں کے مشابہ یا برعکس جو کہ خواب میں دیکھی گئی ہیں۔ مناسبت احوال بینندۂ خواب دیا کرے۔ حدیث میں تعبیر خواب کے متعلق آیا ہے مَا قُصَّتْ وَقَعَ یعنی جو تعبیر خواب کی دی جائے گی۔ وہی پوری ہو گی ؂

حکماء کے نزدیک تعبیر خواب بلحاظ اشخاص و اوقات و عادات کے مختلف ہوتی ہیں۔ بلکہ ایک شخص کے ساتھ مختلف وقتوں میں مختلف تعبیر ہوتی ہے اور تعبیر سے مراد یہ ہے کہ جو صورت خواب میں دیکھو۔ اس میں فکر کرو۔ کہ اصل میں وہ کیا چیز ہے۔ کیونکہ ممکن ہے خواب دیکھنے والے کے نفس نے ایک چیز کو دیکھا۔ اور بوقت بیداری متخیلہ نے اس کو دوسری صورت میں بدل دیا۔ اس قسم کے خواب دیکھنے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ قوت متخیلہ اگر قوی ہوئی اور نفس ضعیف ہوا۔ تو متخیلہ سرعت کر کے جو صورت کہ نفس نے دیکھی اس کو ایسی صورت کے ساتھ مبدل کر دیتی ہے۔ کہ جو اس سے مشابہ و مماثل ہے۔ یا کبھی ایسی صورت میں تبدیل کر دیتی ہے جو کہ اس کی ضد ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ذہن کسی چیز کے دیکھنے یا اس کے ذکر سے فوراً اس کی ضد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر ذکر رات کا آئے گا تو فوراً انتقال ذہن کا دن کی جانب ہو جائے گا ؂

قسم سوم۔ اضغاث احلام (خوابہائے پریشان) ہیں۔ یہ وہ قسم ہے خوابوں میں جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہوتی۔ ایسے خواب ان نفوس کو دکھائی دیتے ہیں جو آلائش دنیا اور محسوسات میں متوجہ رہتے ہیں۔ معقولات اور امورات آخرت سے غافل بلکہ بے پرواہ

رہتے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کے خواب اسی قبیل سے ہوتے ہوں گے۔

سبب ایسے خوابوں کا یہ ہوتا ہے کہ امزجہ اور احوال بدن مختلف ہوتے ہیں اور قوت متخیلہ ایسے اشخاص کی مضطرب رہتی ہے۔ لہٰذا مختلف قسم کی صورتیں حس مشترک پر مرتسم کیا کرتی ہے۔ اور اگر متخیلہ قوی ہوئی تو وہ بے اصل صورتیں جو کہ خارج میں وجود نہیں رکھتیں حافظہ میں بیدار ہونے تک باقی رہتی ہیں۔ اب مرزا صاحب قادیانی کے خوابوں کی حقیقت آپ خود سمجھ لیں کہ خوابوں کی ان قسموں میں کون سے قسم میں وہ شامل ہو سکتے ہیں۔ اور ایسے خوابی و خیالی مذہب کی کہاں تک صداقت اور حقیقت ثابت ہو سکتی ہے۔ وہو العالم۔ اخفر بدحا مزی

شہادتِ زارِ کربلا
ایثار و قربانی کی دعوتِ عظیمہ

(از جناب مولوی عبدالمجید صاحب قریشی)

خود غرضی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اور ایثار و قربانی تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔ کوئی قوم اپنے مقاصد کے لئے جس قدر قربانی کر سکے۔ وہ اسی قدر زیادہ فروغ حاصل کرتی ہے۔ دنیا اعمال و نتائج کی ایک سچی تجارت گاہ ہے اور یہاں ہر محنت کے لئے مزدوری موجود ہے۔ افراد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی محنت و جفاکشی کے ثمرات سے خود مستفید ہوں یا انہیں اپنی قوم کے لئے وقف کر دیں۔ اپنے حقوق کے فائدہ اٹھانے کے بارے میں فرزندان آدمؑ کے تین اقسام ہیں:-

(۱) بعض لوگ اپنے اندازہ محنت سے زیادہ لذت و منفعت کے حصول کے درپے ہیں ضروری ہے کہ ایسے لوگ دوسروں کا حق غصب کریں۔ دنیا کی بربادی۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری اور ظلم و جور اور مکر و فریب کا عروج علیٰ قدر مراتب انہی لوگوں کی ذات سے وابستہ ہے۔

(۲) بعض لوگ اپنے اندازہ محنت کے مطابق ثمرات حیات سے مستفید ہوتے ہیں۔ جماعتی نقطۂ نظر سے ایسے لوگوں کا وجود کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ ان سے نہ نظام معاشرت کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے اور نہ فائدہ۔ یہ لوگ اپنے حال میں مست ہیں۔ اپنی راہ پر جا رہے

ہیں۔ اپنے دائرہ عمل سے قدم باہر نہیں نکالتے۔ انہیں نیکی اور بدی کے ہنگاموں سے بھی کچھ سروکار نہیں۔ صبح اپنے کاروبار پر تشریف لے جاتے ہیں۔ شام کو اپنے دولت کدہ میں پہنچ جاتے ہیں۔

(۳) بعض لوگ اپنے اندازہ محنت سے بہت کم پر قانع ہو جاتے ہیں۔ اور باقی ثمرات محنت علیٰ قدر مراتب اپنے خاندان اپنے قبیلہ اپنے وطن اور اپنے مذہب کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔

اگر زندگی کے ساتھ آخرت کا سوال وابستہ نہ ہوتا تو ہم پہلے گروہ کی فتحمندی کا اعلان کر دیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسانی زندگی ایک نہایت ہی مختصر وقفہ ہے۔ جہاں تک دنیا کی لذت و منفعت کا تعلق ہے۔ وہ زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ دولت جو انسان کے پیچھے رہ جاتی ہے۔ یا وہ اعمال جو انسان اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ ہمیشہ تک مرنیوالے پر بھی اور اس کے ابنائے جنس پر بھی اچھا یا برا اثر ڈالتے رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو ذاتی لذت اور منفعت سے دست بردار نہ ہو سکے۔ جنہوں نے ہوا پرستی کو اپنی زندگی کا مآل قرار دیا اور اسی کی پوجا کرتے رہے۔ جنہیں اغراض کی بدمستی نے کبھی یہ مہلت نہ دی کہ وہ استبداد کی مسند سے اتر کر انصاف کے ساتھ اپنے ابنائے جنس کے حقوق پر غور کریں۔ جب تک یہ معمورۂ ارضی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ وہ نسل انسانی کے بدترین دشمن خیال کئے جائیں گے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝

اگر یہ بدبخت جماعت واقعی نسل انسانی کے لئے بدبختی و نامرادی کی ایک دائمی یادگار ہے۔ تو اس کی اصلاح اور اگر اصلاح ممکن ہو تو بربادی اور پامالی کا فرض بھی انسانوں ہی پر عائد ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وقت کی کوئی کروٹ اور روزگار کا کوئی قدم ایسے مصلح اور مجاہد انسانوں کے وجود سے خالی نہیں۔

ایک زمانہ تھا جب کہ نمرود کی بدکاری نے اس خاکدان ارضی کو معصیت نافرمانی کی آلائشوں سے پاٹ دیا۔ زمین کے ہر گوشے سے فتنہ و فساد کے بگولے اٹھتے تھے۔ اور انسانیت کی مظلومی اور حق و صداقت کی بے بسی پر خاک اڑاتے تھے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ سے ایثار کا مطالبہ ہوا۔ اور جب خدا کے خلیلؑ نے جناب اسمٰعیلؑ کی گردن پر تلوار رکھدی۔ تو تلوار نے اس پاک انسان کے حلقوم کو چوم لیا اور پیچھے ہٹ گئی۔ غالباً اس لئے کہ وہ عظیم الشان قربانی جو زمین کو پاک کر دینے کے لئے دی جانیوالی تھی۔ اس مبارک انسان کے متعلق تھی جو سنت ابراہیمی کا سب سے بڑا علمبردار تھا۔

نہ ایک بڑے مقصد کے لئے چھوٹی قربانی کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ کسی بڑی قربانی پر محدود اور مختصر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ سید الشہدا حسین کی قربانی ایک انسانی وجود کی قربانی نہیں۔ بلکہ قربانیوں کی ایک پوری کائنات ہے۔ جس طرح انبیائے سلف کے تمام محاسن ایک مرکز پر سمٹ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں جمع ہوئے۔ اسی طرح ایثار کے تمام مراتب اور قربانی کے تمام کوائف حضرت حسینؑ کی ذات میں جمع ہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصلاح عالم کے کام میں جس قدر تکلیفیں اٹھائیں وہ کفار و مشرکین۔ یہود اور نصاریٰ کی طرف سے تھیں۔ حضور نے اپنے بھیجنے والے کی طرف ایسی حالت میں معاودت فرمائی جب کہ استبداد اور غلامی کی بیڑیاں کٹ چکی تھیں اسلام کے سامنے پیش قدمی اور ترقی کا ایک وسیع سامان موجود تھا۔ اور امت مسلمہ کا دامن استقلال آزادی۔ مساوات۔ اخوت اور خدا پرستی کے موتیوں سے لبریز تھا۔ لیکن اس واقعہ کے تیس ہی برس بعد یہ دولت کفار اور مشرکین کے ہاتھ سے نہیں۔ بلکہ مسلمانوں ہی کے دست تطاول سے لٹنے والی تھی۔ اور زنجیر استبداد کی وہ کڑیاں جو نبی امیؐ کی محنت سے کٹ چکی تھیں۔ مسلمانوں کے ہاتھ سے جڑنے والی اور اسلام ہی کے قدموں میں ڈالی جانے والی تھیں۔ پس اس بڑے فساد کی روک تھام کے لئے حضرت حسینؑ کا نام چن لیا گیا۔ تاکہ ان کا کارنامۂ حریت استبداد کے ہر ایک دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتا رہے۔

سید الشہدار کا جہاد مسلمانوں کے لئے ایک دائمی اسوۂ حسنہ ہے۔ وہ اس مظلومیت کے علمبردار بھی ہیں۔ جس سے حضور کی مدنی زندگی مرصع ہے۔ جب بھی فرزندان اسلام پر استبداد اور غلامی کا ابر غلیظ مسلط ہو گا۔ ابن بتولؑ کا اسوۂ حسنہ ان کی رہنمائی کرے گا۔ حضرت امامؑ کے طریق کار اور لائحہ عمل پر بھی ایک نظر ڈالو۔ کہ انھوں نے کس طرح کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کیا ؛ جب اسلام پر مصیبت آئی تو انھوں نے کانفرنسیں نہیں بلائیں۔ اشتہار نہیں شایع کئے۔ تقریریں نہیں کیں۔ رفقار کی قلت کا بہانہ نہیں کیا۔ ریزولیوشنوں کی پناہ نہیں لی۔ اہل وعیال کی بد انجامی کے لئے متردد نہیں ہوئے۔ وہ امر حق پر کھڑے ہو گئے اور اس سے بالکل بے نیاز تھے۔ کہ کوئی دوسرا انسان ان کا ساتھ دیتا ہے یا نہیں۔ وہ آخری سانس اپنے مطلب کے لئے لڑتے رہے اور اس وقت جب کہ یہ عظیم الشان قربانی قبول ہوئی زندگی کا نام روشن ہو گیا۔ ارض وسما میں اسلام کی فتحمندی کے ڈنکے بج گئے سید الشہدارؑ کے خون سے صرف میدان کربلا کے ذرّوں ہی نے غسل نہیں کیا۔ بلکہ تمام کائنات نکھر گئی۔ آؤ! ہم سید الشہدارؑ کا نقش قدم تلاش کریں۔ آؤ! ہم دنیائے فانی اور اس کے جاہ وجلال کو حضرت امامؑ کی نظر سے دیکھیں۔ یاد رکھو! کہ نہ کوئی قوم ایثار و قربانی کے بغیر عزت کے ساتھ زندہ رہ سکتی ہے۔ اور نہ کوئی فرد ایثار و قربانی کے بغیر زندگی کی

ان سنجیدہ ترین فرائض سے سُرخرو ہو سکتا ہے۔ جو خدا اور مذہب کی طرف سے اس پر عائد ہوتے ہیں۔ یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ؀

شیعیانِ سری نگر کا جلسہ

بتاریخ یکم جولائی ۱۹۲۸ء روز یکشنبہ بوقت ۴ بجے بعد سہ پہر سید منزل سری نگر کشمیر کوٹھی سرکار جسٹس آقا سید حسین صاحب رضوی پر شیعیان سری نگر کا جلسہ ہوا۔ آقا علامہ سید حسن صاحب قبلہ بالاتفاق صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے ممبران عمومی بنائے جانے کے لئے حضرت حکیم الامۃ علامہ ہندی مجتہد العصر و حضرت ثقۃ الاسلام مجتہد العصر نے مختصر پر جوش تقریریں فرمائیں۔ حاضرین جلسہ نے قبول فرماتے ہوئے حضرت علامہ ہندی سے پانچ روپیہ ایک عمومی ممبر بنانے کے واسطے حاصل کئیں۔ بہ تحریک علامہ ہندی مجتہد العصر و بتائید حضرت ثقۃ الاسلام مجتہد العصر کشمیر صوبہ شیعہ کانفرنس بالاتفاق آرا قائم ہوئی۔

جناب مولوی محمد جواد صاحب قبلہ صدر کانفرنس اور جناب حاجی جعفر خان صاحب خزانچی اور جناب آقا سید محمود صاحب رضوی بی۔ اے جنرل سکرٹری اور جناب آقا سید رسول صاحب جلالی جوائنٹ سکرٹری بالاتفاق آرا منتخب ہوئے۔

حسب ذیل حضرات ممبران کمیٹی انتظامی علاوہ عہدیداران منتخب ہو کر کمیٹی کو اختیار دیا گیا۔ کہ اپنی تعداد میں پچہتر تک اضافہ کریں۔

ممبران انتظامی:۔ جناب منشی حسن علی صاحب۔ آقا سید حسین صاحب جلالی۔ آقا سید احمد صاحب رضوی۔ آقا سید سعید شاہ صاحب جلالی۔ آقا سید جواد صاحب جلالی۔ جناب حاجی علی محمد صاحب۔ جناب ملک اسد اللہ صاحب۔ جناب حکیم محمد عبد اللہ۔ آقا سید مرتضیٰ صاحب جلالی۔ جناب غلام مصطفےٰ صاحب۔ جناب مولوی غلام مصطفےٰ صاحب۔ آقا سید رسول صاحب رضوی

حضرت علامہ ہندی نے جسٹس آقا سید حسین صاحب رضوی اور جناب صدر و حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا فرمایا۔ جسٹس صاحب نے تمام جلسہ کی طرف سے حضرت علامہ ہندی اور حضرت ثقۃ الاسلام کے شکریہ پر تقریر فرمائی۔ جلسہ برخواست ہوا۔

چونکہ حضرت علامہ ہندی نے تشریف بری کا اظہار فرمایا اس لئے حضرات مومنین نے افسوس ظاہر فرماتے ہوئے مبلغ ایک سو اڑتالیس روپیہ ضیافت ہر دو مجتہدین کے واسطے پیش کش کرنا منظور فرمایا۔ جناب علامہ ہندی مدظلہ نے بکمال محبت شکریہ کے ساتھ قبول فرما کر

ل انڈیا شیعہ کانفرنس فنڈ میں رقم مذکور دی جانے کا حکم دیا۔ جو مومنین نے خوشی کیساتھ
طور فرمایا ؂

(سید محمود رضوی۔ بی ۔ اے۔ جنرل سکرٹری)

محرم قصبہ نور پور ضلع کانگڑہ

امسال باوجود اس قدر سخت گرمی ہونے کے بھی لوگ جوق درجوق ماتم سید الشہدا ر
میں شامل ہوئے۔ اور دن نہایت امن وخوش اسلوبی سے گذرا۔ تمام ممبران وافسران
نے بھی اس کار نیک میں شامل ہوکر اپنے حسن عقیدت کا ثبوت دیا۔ پولیس کا انتظام نہایت
تسلی بخش تھا۔ جس کے واسطے ہم سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر انسپکٹر صاحب کے شکر گذار ہیں
خاص کر امن پسند سری راجہ گگن سنگھ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے ممنون احسان ہیں
کہ انہوں نے باوجود سخت علالت کے بھی اپنی شمولیت سے اس کار خیر کو رونق بخشی۔ ضیا کار
نور پور کے پانی کی بہم رسانی کے بھی ازحد مشکور ہیں۔ خداوند کریم ان کو جزائے خیر دے۔ اگر
تکلیف محسوس ہوئی۔ تو وہ صرف باعث تنگئے راہ کے ہوئی۔ امید ہے۔ کہ افسران بالا کی
مہربانی سے آئیندہ اس تکلیف کا بھی سدباب ہو جائے گا ؂

(سکرٹری انجمن الغربا۔ قصبہ نور پور۔ ضلع کانگرہ)

مجالسِ اٹاوہ

شہر اٹاوہ میں اہل تشیع کی کافی آبادی ہے۔ اور مجالس عزا بھی کافی ہوتی ہیں لیکن آپس
کے تفرقہ کی وجہ سے اکثر مجالس بے رونق ہو جاتی ہیں ؂
اٹاوہ میں مجالس میں طوائفیں بھی زیادہ تعداد میں آتی ہیں اور اکثر مقامات پر اس
قدر زیادہ کہ نصف مکان سے زیادہ ان عصمت فروش عورتوں سے بھر جاتا ہے ؂
اس ناجائز رسم کو مٹانے کے لئے محمدی کلب نے بہت کوشش کی۔ چنانچہ راقم
نے مجالس۔ اس کا تذکرہ منبر پر بیٹھ کر کیا۔ لیکن اس کے لوگ بہت مخالف ہو گئے۔
اور اکثر اعتراض کئے۔ ان اعتراضات کا جواب سید نور الحسن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی
نے مجلس میں دیا۔ ایک کمیٹی بانیان مجالس کی گئی۔ جس میں یہ طے پایا۔ کہ بغیر پردہ

کے وہ کسی مکان میں آئندہ نہیں آسکتیں ۔ راقم:۔ ایس۔ ایس۔ ایچ۔ آر۔ ایچ۔ پی محمدی کلب اٹاوہ

الحافظ:۔ پردے کا اہتمام شرعًا نہایت ضروری ہے۔ سب جگہ اگر ایسا کیا جائے۔ تو مجالس مقبول ہوں گی۔ اور مخالفین کو بھی اعتراض کا موقع نہیں ملے گا۔

(مدیر)

جلسۂ تعزیت

مؤرخہ ۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو انجمن امامیہ منٹگمری کی انتظامیہ کمیٹی کا ایک اجلاس غیر معمولی زیر صدارت آغا برکت علی خان صاحب وکیل و پریذیڈنٹ انجمن ہذا واقعہ امام باڑہ منٹگمری ہوا۔ جس میں بالاتفاق رائے قرار پایا کہ وفات حسرت آیات عالیجناب مولانا المولوی سید محسن علی شاہ صاحب قبلہ سبزواری نے جملہ مومنین ہندوستان بالخصوص پنجاب کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ انجمن ہذا اس حادثۂ جانکاہ کا احساس کرتی ہوئی اظہار تاسف کرتی ہے۔ اور دعا ہے کہ خداوند عالم بہ طفیل ائمہ طاہرینؑ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل مرحمت فرمائے۔ اور ان کے خلف الصدق مولوی سید الطاف حسین صاحب سبزواری کی توفیقات میں برکت دیوے۔ کہ وہ اس کمی کو جو شیعی دنیا میں واقعہ ہوئی ہے۔ بااحسن وجوہ پورا کر سکیں۔

محرک:۔ صدر صاحب مؤید:۔ سید فیضل حسین صاحب

(راقم:۔ سکرٹری انجمن امامیہ منٹگمری)

رسالہ محرم کا چاند

یعنی سلسلۂ عزا کا چوتھا نمبر مصنفہ جناب ابوالامیر مولوی سید محمد الیاس صاحب جارچوی کربلائی ہیڈ ڈرافسمین امپیریل ورکس۔ نئی دہلی۔ ابھی حال ہی میں چھپکر شائع ہوا ہے۔ اس مجموعہ میں مخالفین سلسلۂ عزاداری کے معرکۃ الآراء اعتراضوں کے مدلل اور دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں جو ہر طرح تسلی بخش ہیں یہ قابل دید رسالہ ہر گھر میں موجود رہنا چاہیئے۔ چونکہ ۶ صفحہ کا رسالہ وقف ہے اور مفت تقسیم کیا جارہا ہے لہذا شائقین پہلی فرصت میں صرف ارکان بھیجکر سکرٹری انجمن حسینی واقعہ گلی پنجہ شریف دہلی سے فوراً طلب کریں۔

ریہ ضلع جھنگ سے انس تھا۔ ان کی وفات سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ دعا مغ... مانگی گئی۔ سورہ فاتحہ پڑھی

الحافظ میں اجرت اشتہارات

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایک بار
سالم صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

الحافظ

جلد اول کے پرچہ جات نمبر ۲-۳-۵-۸-۹-۱۲، یعنی بابت اپریل مئی- جولائی- اکتوبر- نومبر و فروری ۱۹۲۵ء اور جلد دوم و سوم مکمل دفتر میں موجود ہیں۔ ۴ر برائے جلد اول فی نمبر دفتر میں موجود ہے ۲عہ ر برائے مجلد دوم و سوم منی آرڈر آنے پر اور ۲ر فی جلد زیادہ بذریعہ وی پی روانہ ہوسکتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ کیونکہ ذخیرہ کے ختم ہونے پر افسوس ہوگا۔ الحافظ کی ان قیمتی مجلدات میں وہ معرکۃ الآرا مضامین درج ہیں کہ مشعل راہ بنیں گے۔ ان کے ہمراہ ایک عدد تصویر شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ بھی مفت روانہ ہوگی۔

(منیجر الحافظ لاہور)

بانسخۂ حاذق حکیم عالیجناب حاجی الحرمین الشریفین حضرت شمس الحکماء مولانا حاجی محمد اعظم ... خاں صاحب

لکموُنی

قیمت فی شیشی ۲ علاوہ محصولڈاک مقرر ہے!

اعلیٰ درجہ کی خوش مزہ ہاضم اور مقوی معدہ دوا

جگر کی کامل اصلاح کرنیوالی ورم طحال کی جڑ کاٹنے والی ریح البواسیر کی ہوا اکھاڑنیوالی دستوں کو روکنے والی قبض کو آہستہ آہستہ کھولنے والی۔ بھوک بڑھا کر خواہش کے ساتھ پوری غذا کرنے کی صلاحیت لانیوالی نفخ درد شکم کراکر وغیرہ کو چٹکیوں میں ہوا کر دینے والی ثقیل سے ثقیل غذا کو چٹکیوں میں ہضم کرنیوالی ہچکی اور متلی کی بالخاصہ روکنے والی۔ معدہ کی کل شکایتیں دور کر کے قوت ہاضمہ کی بڑھانیوالی ہضم صحیح کے ساتھ خون صالح پیدا کرکے مادہ تولید تناسل میں اچھا خاصہ اضافہ کرنیوالی گردوں میں خاص حرارت پیدا کرکے طاقت مردانگی کے ابھارنیوالی عورتوں کے ایام کی بیقاعدگی کو دور کر کے باقاعدہ لانیوالی۔ ہر مزاج اور ہر عمر والے کو ہر فصل میں موافق آنیوالی بچوں لڑکوں جوانوں بوڑھوں مردوں اور عورتوں کی تندرستی کی ضمانت کرنیوالی اعلیٰ اور کامیاب دوا ہے جو اپنے اکسیری کرشموں اور عجائب تاثیروں کی وجہ سے ہر کنبے والے گھر اور طبقہ ذکور واناث میں پورا پورا اثر جماتی جارہی ہے۔ دیہاتوں کے بہت والے فیاض رئیس درجنوں منگا کر غربا کو تقسیم کر رہے ہیں اگر آج تک آپنے تجربہ نہ کیا ہو اور دل چاہے تو اب سہی منگا کر آزما لیجیے۔ چار شیشی سے کم کا پارسل نہیں جاتا۔ اس لئے کوئی صاحب دو یا ایک شیشی کا آرڈر نہ بھیجیں۔ کلکتہ۔ رنگون۔ مدراس۔ کراچی اور بمبئی جیسے مقامات پر جو سمندر کے کنارے واقع ہیں معدہ کی شکایتیں بہت ہوتی ہیں ایسی جگہوں میں اس کا استعمال بقائے صحت اور تندرستی کی حفاظت کے لئے لازمی ہے۔ لکمونی کی اسناد ملاحظہ فرمائیے تب تو شک وشبہ نہ رہے گا۔

قیمت کم مگر نفع زائد ہے عالی جناب ابوالبراعۃ مولانا سید ظفر مہدی صاحب گہر مدیر رسالہ سہیل یمن لکھنؤ یوں قدردانی فرماتے ہیں کہ "یہ سفوف واقعا ہضم طعام اور کمزوری معدہ نفخ قراقر وغیرہ کیلئے میں نے نیز میرے دیگر احباب نے مفید پایا۔ گو قیمت میں کم ہے مگر نفع زائد ہے"۔ (مدیر سہیل یمن)

تصدیق وسند سرکار حجۃ الاسلام شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب

لکمونی میں نے خود استعمال کیا نہایت مفید پایا واقعا بہت ہی سریع الاثر اور بے ضرر دوا ہے۔ علی الحائری

اطلاع عام فرمائش دیتے وقت اس کا خیال رہے کہ اردو یا انگریزی میں آپ کا پورا نام اور پتہ خوشخط حرفوں میں لکھا جائے ورنہ بہت سے خطوط شکستہ ہونے اور نہ پڑھے جانے کے سبب فائل کر دیئے جاتے ہیں۔ لکمونی کے لئے ہر شہر ہر قصبہ ہر دیہات میں دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ تھوک فروشی کے قواعد طلب فرمائیں۔

پتہ:- **الف۔ اے ہاشمی حفیظ گنج بازار۔ بنارس سٹی**

رکاشن پریس لاہور میں باہتمام ایم۔ ایم عبداللہ پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر الحافظ کوچہ نواب شیخی خانہ لاہور سے شائع ہوا